بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATE

Sunday, July 13th, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad at six of the clock in the evening. With Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا نُورَ ٱللَّهِ بِأَفْوَٰهِهِمْ وَٱللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِۦ وَلَوْ كَرِهَ
ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿٨﴾ هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلْهُدَىٰ وَدِينِ ٱلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُۥ
عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْمُشْرِكُونَ ﴿٩﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ
عَلَىٰ تِجَٰرَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُجَٰهِدُونَ
فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ وَمَسَٰكِنَ
طَيِّبَةً فِى جَنَّٰتِ عَدْنٍ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٢﴾

(سورہ الصف آیات ۸ تا ۱۲)

(ترجمہ: یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے چراغ کی روشنی کو منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں حالانکہ خدا اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں ۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے ۔ مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے وہ یہ کہ خدا پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو ۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں تیار ہیں، داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATE
Sunday, July 13th, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad at six of the clock in the evening. With Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا نُورَ ٱللَّهِ بِأَفْوَٰهِهِمْ وَٱللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِۦ وَلَوْ كَرِهَ
ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿٨﴾ هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلْهُدَىٰ وَدِينِ ٱلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُۥ
عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْمُشْرِكُونَ ﴿٩﴾ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ
عَلَىٰ تِجَـٰرَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُجَـٰهِدُونَ
فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ وَمَسَـٰكِنَ
طَيِّبَةً فِى جَنَّـٰتِ عَدْنٍ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٢﴾

(سورہ الصف آیات ۸ تا ۱۲)

(ترجمہ: یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے چراغ کی روشنی کو منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں حالانکہ خدا اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے۔ مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے وہ یہ کہ خدا پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں تیار ہیں، داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، پرائیویٹ ممبرز ڈے کی وجہ سے آج وقفہ سوالات نہیں ہے - چھٹی کی درخواستیں -

جناب چیئرمین : جناب سید ذوالفقار علی شاہ جاموٹ نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر ایوان سے ۱۲ تا ۱۵ جولائی رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب سردار یار محمد رند صاحب نے چند ذاتی ناگزیر وجوہات کی بنا پر ایوان سے ۱۰ تا ۲۰ جولائی تک رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب پیر شاہ مردان شاہ پیر پگاڑا چند ذاتی امور کی انجام دہی کے لئے کراچی تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے ایوان سے ۱۰ جولائی تا اختتام حالیہ اجلاس رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

PRIVILEGE MOTIONS:

(i) *RE:* NON-IMPLEMENTATION OF THE RESOLUTION REGARDING REPATRIATION OF BIHARIS

جناب چیئرمین : پرویلج موشن ، موشن نمبر ۱۱ ، جناب مولانا کوثر نیازی صاحب کے نام ہے -

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! میری تحریک کا متن یہ ہے کہ سینٹ کے گذشتہ سے پیوستہ سیشن میں میری ایک قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی تھی ، جس میں حکومت سے بہاری پاکستانی مسلمانوں کی بنگلہ دیش سے فی الفور منتقلی کے لئے اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا ، اس قرارداد کو کئی ماہ ہو گئے ہیں لیکن آج تک حکومت نے اس سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کی یہ صورت حال افسوسناک ہے اور اس سے اس معزز ایوان کا وقار اور استحقاق مجروح ہوتا ہے میں تحریک کرتا ہوں کہ اس مسئلے پر اس ایوان میں غور کیا جائے -

جناب چیئرمین : اگر کچھ ارشاد کرنا چاہتے ہیں تو۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! مجھے آپ کی وہ رولنگ یاد ہے جو آپ نے اسی سے ملتی جلتی ایک تحریک پر ارشاد فرمائی تھی۔ مگر میری تحریک کی بنیاد اس سے مختلف ہے میں جو کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے اڑھائی لاکھ بہاریوں یعنی پاکستانی مسلمانوں کے بنگلہ دیش سے یہاں آنے کی ضمن میں جو قرارداد سینٹ نے اتفاق رائے سے منظور کی تھی وہ آج تک حکومت نے کیبنٹ میٹنگ میں پیش کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی، یعنی اس سے یہ تک نہیں ہو سکا کہ اسے کابینہ کے ایجنڈے [illegible] قابل غور سمجھا جاتا، اس پر بحث وتحیص ہوتی، اور وہ ذرائع اختیار کئے جاتے، جن سے ہمارے ان بھائیوں کی واپسی ممکن ہو سکتی، مثال کے طور پر اگر حکومت کا ارادہ ہوتا تو وہ ایک ایسا فنڈ قائم کر سکتی تھی، پرائم منسٹر فنڈ کے نام سے، جس سے پاکستان کے مسلمان اس میں حصہ لے کر ان اخراجات کا بوجھ اٹھاتے، جنہیں بہاریوں کے پاکستان آنے میں اصل رکاوٹ قرار دیا جا رہا ہے ابھی جناب کو یاد ہو گا کہ صدر صاحب نے انجمن حمایت اسلام کے لئے میاں امیر الدین انجمن حمایت اسلام فنڈ کا اجرا کیا ہے انجمن حمایت اسلام کی خدمات کا ہمیں اعتراف ہے لیکن اس سے کہیں زیادہ اہم اور انسانی اور اسلامی اور اخلاقی اور ایمانی تقاضوں کے پیش نظر اس فنڈ کا قیام تھا۔ جو اس وقت میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں کہ بہاریوں کی پاکستان واپسی کے لئے اس طرح کے ایک فنڈ کے قیام کی اشد ضرورت تھی۔ لیکن اس طرح کا کوئی اقدام حکومت کی جانب سے نہیں ہوا اور اس نے کیبنٹ میٹنگ میں اس مسئلے پر غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

دوسرا پہلو میری اس تحریک کا یہ ہے کہ دو اجلاس ہو چکے ہیں اس دن تو میرے بہت ہی محترم دوست خان اقبال احمد خان صاحب نے یہ کہہ دیا تھا کہ گذشتہ اجلاس میں یہ قرارداد منظور ہوئی تھی اور انتظار بھی نہیں کیا گیا کہ ہم اس اجلاس میں وہ وجوہ بیان کرتے جن کے باعث ہم اسے زیر عمل نہیں لا سکے لیکن یہ قرارداد تو جناب والا! وہ قرارداد ہے کہ جس کے بعد ایک مسلسل سیشن سینٹ کا ہو چکا اور اس کے بعد یہ اس کا دوسرا اجلاس ہے جس میں یہ تحریک پیش کر رہا ہوں آج تک حکومت نے وہ وجوہ بھی بیان نہیں کئے جنکے باعث یہ قرارداد اب تک زیر عمل نہیں لا سکی۔ اور سینٹ کو اس نے اس سے مطلع کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی اگر ایسا ہوا ہوتا تو کراچی میں وہ فساد نہ ہوتا۔ ایک ایم این اے کے ساتھ وہ زیادتی نہ ہوتی جس کی صدائے بازگشت قومی اسمبلی میں سنائی دی ہے۔ غرضیکہ اس سہل انگاری کی وجہ سے سینٹ کی قرارداد کو نہ صرف معرض تعویق میں ڈالا گیا ہے بلکہ اس کی وجہ سے بہاری پاکستانیوں کے اندر بھی ایسے جذبات پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ ابھی میری ایک تحریک التوا آئے گی اور

[Maulana Kausar Niazi]

اس میں دیکھیں گے کہ ان کو بھی پاکستان کے خلاف انگیخت کرنے کی شہ خود اس حکومت نے فراہم کی تو دریں بحث جناب چیئرمین ! میں یہ گذارش کروں گا کہ اس تحریک پر ایوان میں ضرور غور ہونا چاہیئے کہ آخر حکومت سینیٹ کی قراردادوں کو کیا سمجھتی ہے اگر سینیٹ کی قراردادیں محض ضیاع وقت ہیں اگر محض نشستن، گفتن، برخاستن کے مصداق ہیں اگر محض یہ یہاں دھواں دار تقریریں کرانے کے لئے ہے تو پھر میرا خیال یہ ہے کہ ان قراردادوں کا وقت رکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ خواہ مخواہ ان قراردادوں کے پیش کرنے میں حصہ لیں اور اپنا اور آپ کا قیمتی وقت ضائع کریں ۔ شکریہ !

جناب چیئرمین : جناب سرتاج عزیز صاحب ۔

Mr. Sartaj Aziz : Mr. Chairman, first of all I would like to share the sentiments of the honourable Senator on this issue and particularly the humanitarian aspects which he has so elaborately presented before the House. I would, however, like to point out that the Government has been and is actively considering the Resolution and any implication that the government is not attaching importance to the Resolution is not, actually, correct. The case of non-Bengali residents of Bangladesh in fact, has been receiving intensive consideration of the Government ever since 1971. Taking humanitarian view of the problem agreed by the Delhi Agreement of 1973 with India and the Tripartite Agreement of 1974 with the Government of Bangladesh, and India the Government agreed to accept certain specified categories of these persons namely : West Pakistan Origin· Central Government employees and their families and members of the divided families. In addition hardship cases *i.e.*, persons unacceptable to Bangladesh for example those dubbed as collaborators were also repatriated upto a maximum number of 25,000. In accordance with these arrangements so far 1,69,144 persons of approved categories have been repatriated in three phases from September 73 to December 82. Only 513 cleared Biharies are now awaiting repatriation from Dhaka to Pakistan. This repatriation is also being arranged as soon as the required funding becomes available through an International agency like UNHCR for which the Foreign Office has already made the desired move. The total expenditure

incurred so far on the transportation and rehabilitation of 1,69,144 repatriates comprising 6,266 families so far works out to 59 crore 45 lacs. Pakistan has thus accepted and more than fulfilled the specific obligations under the agreements reached in this behalf with the Indian Government under the Delhi Agreement and the Tripartite Agreement of 1974 between Pakistan, India and Bangladesh. There are, however somewhere between two hundred to three hundred thousand non Bengalis housed in various camps in Bangladesh.

As regard the repatriation and resettlement of these remaining non-Bengalies, the position of the Government of Pakistan is that all permanent residents of former East Pakistan automatically become nationals of Bangladesh after its separation from Pakistan. This is inherent in the provision of the Delhi Agreement of 1973 and the subsequent Agreement of 1974. There can be no distinction in the matter of citizenship of Bangladesh between those who are original residents of the area and those who migrated to East Pakistan from the neighbouring provinces of India such as 'Bihar'. It is, therefore, the legal and moral duty of the Bangladesh Government to protect and safeguard the rights of all its citizens whether they are Bengali speaking or otherwise and the non-Bangalies citizens of Bangladesh have as much right as others to participate on equal terms in the social or in the economic life of the community. This position was also confirmed in a decision of the Bangladesh Supreme Court which held that a permanent resident of Bangladesh could not be deprived of its citizenship rights merely on the ground that he has applied for being sent to Pakistan after the creation of Bangladesh. However, an amendment has been made in the citizenship law of that country through Bangladesh Citizenship Temporary Provision Amendment Act 1973 by the insertion of a new Article (2B) which seeks to deprive any person, who allegedly owes, affirms or acknowledges expressly or by conduct allegience to a foreign State, of the citizenship of Bangladesh *vide* copy of the order which is attached herewith.

Mr. Chairman : It is historically correct but the point here is that on a particular date this House passed a Resolution and I can read that out :

> 'That the remaining Pakistanis in make shift refugee camps in Bangladesh that effective arrangements should be made for

[Mr. Chairman]

their early repatriation to permanent rehabilitation in Pakistan."

What the honourable Senator is raising is that what action has the Government taken on this particular Resolution which was passed by the House leaving aside the past history. Because there was a Resolution unanimously adopted by the House in which amongst other things expressing sympathy with and concern for the Biharies living in make-shift camps in Bangladesh recommended to the Government to make effective arrangements. As a consequence of this Resolution or as a result of this what was the action which the Government has taken so far. I think this is the point at issue.

Mr. Sartaj Aziz : Yes in the light of this background the Government so far, as its legal obligations are concerned, have fulfilled but in response to the resolution, the Government is prepared in principle to repatriate and rehabilitate more non-Bengalies subject to the provision of required funds for repatriation and rehabilitation by Rabita Alam-e-Islami with whom the matter has been under consideration. So far the required funds have not been made available to permit the implementation of the remaining part of the Resolution. In other words in principle the Government is prepared to implement this Resolution but the financial implications of transferring the remaining non-Bangladeshi or Bangladeshi citizens who want to be repatriated are so large that the Government within its own resources cannot fully implement this Resolution. It is in close touch with Rabita-e-Alam-e-Islami to arrange the funds and the Rabita is establishing contact with other international agencies and institutions to obtain the required funds and the operational arrangements are being finalised by an Inter-Ministerial Committee so that as soon as the required funds are available in various batches these persons can be repatriated. So from this point of view in principle the Government is willing provided some additional resources can be provided. The point made about setting up some kind of funds through voluntary contribution is valid on the surface but these kind of funds and the kind of amounts that they can attract are normally not large enough to meet the kind of requirements that are involved here, but this suggestion can certainly be considered that to the extent any voluntary contributions are available, the number of persons who can be accommodated in this pro-

gramme can certainly be increased. So, this proposal will be given consideration and I can assure the honourable member that if the required financial arrangements can be made through international co-operation the Resolution will be implemented as expeditiously as possible.

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے بجا طور پہ intervene کر کے فاضل وزیر کو زلف یار کی طرح دراز تاریخ بیان کرنے سے روکا ہے یہ تاریخ تو قرارداد پیش کرتے وقت بھی اس ایوان میں دہرائی جا چکی ہے کہ کیا ہسٹری ہے اور حکومت مختلف سالوں میں کیا کچھ کرتی رہی ہے۔ سوالات بہت سادہ تھے جو میں نے عرض کئے۔ ان کی طرف فاضل وزیر نے کوئی توجہ نہیں دی۔ ایک سوال یہ تھا کہ جب سے یہ قرارداد منظور ہوئی ہے کیا کابینہ کے کسی اجلاس میں سینٹ کی یہ قرارداد زیر غور لانے کی ضرورت محسوس کی گئی؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو وزیر صاحب بتائیں active consideration کیا بلا ہے، آج تک اس کو ڈیفائن نہیں کیا جا سکا۔

(interruptions)

Mr. Chairman : No cross talk please.

مولانا کوثر نیازی: یہ بات وہ بتائیں کہ کیا کابینہ کے کسی اجلاس میں سینٹ کی یہ قرارداد زیر غور لائی گئی۔ اگر لائی گئی تو پھر کیا ہوا؟ اگر نہیں لائی گئی تو کب تک لائی جائے گی۔؟ اور دوسرا یہ کہ اس قرارداد کے ضمن میں اب تک جو کارروائی حکومت نے کی تھی یا جو اس کا ذہنی رویہ تھا کیوں اس ایوان کو اس سے مطلع کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی؟ جب کہ یہ دوسرا اجلاس اس قرارداد کے بعد منعقد ہو رہا ہے اگر وزیر صاحب ان دو سوالوں کی طرف کچھ توجہ فرمائیں تو شاید پھر میں عرض کروں کہ اس تحریک کے تقاضے کیا ہیں۔

Mr. Chairman : Mr. Sartaj Aziz would you like to add any thing to your previous statement.

Mr. Sartaj Aziz: Just one point, Sir, that the estimated expenditure that is required in repatriating 300,000 persons is 690 crores almost US $ 500 million. Unless some arrangements can be made to raise the amounts of this size within the resources so far available only a very small proportion of persons can be repatriated.

[Mr. Sartaj Aziz]

The matter has been considered by the Inter-Ministerial Committee on this subject who are in constant touch with the Rabita-e-Alam-e-Islami.

Mr. Chairman : This is the crux of the question whether the Government is making any efforts, and if so what efforts have been made so far in order to raise this fund which you said amounts to 690 crores.

Mr. Sartaj Aziz : The Government is in constant touch with Rabita-e-Alam-e-Islami and through them with other donors to impress upon them the need to provide some resources and if a significant part of these resources can be mobilised in the near future then at least the first chunk of the people can begin to be repatriated. So, from that point of view there is no policy difference which requires any decision by the Cabinet as such. As soon as the funds are made available the operational arrangements for the repatriation and rehabilitation of these people can be initiated. In fact, some contacts have already been established with the provincial governments to find out where these persons will be settled once they are repatriated. We have received many different comments from the provinces depending on the proportion, the sensitivity of the areas and the political issues involved. That I think is an important pre-requisite for implementing the programme so that once the persons come they can be sent to locations where they will be welcomed and can be conveniently integrated with the local population and would not create any political sensitivity. So, in addition to finances this is other part of the implementation process which is also making progress. Therefore, I would like to assure the honourable Senator that from the Government point of view every possible effort will be made to solve this humanitarian problem as soon as possible but the number involved is so large, the financial requirements are so large that they are beyond the present financial capacity of the Government. If and when we receive some substantial assistance for this purpose, we hopefully will be able to implement the Resolution.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! یہ جو گفتگو ہو رہی ہے جو دلائل دیئے جا رہے ہیں ۔ فنڈز وغیرہ کے ضمن میں میں نے عرض کیا کہ یہ قرارداد کی منظوری کے وقت بھی حکومتی بنچوں کی طرف سے پیش ہوئے تھے ۔ اگر ان دلائل میں پڑ گیا تو یہ بھی کہنا پڑے گا کہ جن کو لانا ہوتا ہے ان کو لانے کے وسائل فراہم کر لیئے جاتے ہیں ۔ جب ہمارے وہاں نوے (۹۰) ہزار

جنگی قیدی تھے تو ان کو پاکستان لانے میں کتنا وقت لگا تھا۔ جب معاہدہ طے ہو گیا تھا وہ وزیر صاحب کے پیش نظر ہو گا۔

جناب چیئرمین: اس سٹیج پر اس بحث کا یہ موقع نہیں ہے۔ آپ نے جو سوال اٹھایا تھا کہ یہ استحقاق بنتا ہے یا نہیں بنتا۔ ہم ایڈمیسیبلٹی کی بات کر رہے ہیں۔

مولانا کوثر نیازی: میں جناب والا ابھی گذارش تو کر رہا ہوں وزیر صاحب سے کہ اگر وہ یہ باتیں چھیڑیں گے تو یہ باتیں انہیں سننی پڑیں گی۔ اس لئے وہ ان باتوں میں نہ جائیں۔ میں تو آپ ہی کی تائید کر رہا ہوں میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ یہ دو باتیں ہمیں بتائیں کہ آیا حکومت سینٹ کی اس قرارداد کو آج تک کسی فورم زیر غور لائی ہے اس نے اس قابل سینٹ کی قرارداد کو سمجھا ہے کہ اس پر غور کرنے کی زحمت کی جائے دوسرا یہ کہ کیا ایوان کو اس سے مطلع کیا گیا ہے؟ یا ارادہ ہے کہ مطلع کیا جائے کہ وہ کیا اقدامات ہیں جو اس قرارداد کے پاس ہونے کے بعد حکومت کے زیر غور ہیں یا زیر عمل ہیں۔ ہم اگر رابطہ عالم اسلامی کی بات کریں گے تو خیرات مانگتے مانگتے زندگی بیت جائے گی خیرات نہیں ملے گی وہ کیوں اپنی قوم پر اعتماد نہیں کرتے فنڈ قائم کر کے تو دیکھیں یہ پوری قوم فنڈ دینے کو تیار ہے۔

جناب چیئرمین: جہاں تک فنڈ کا سلسلہ ہے اس کے لئے الگ تحریک پیش کرنی ہوگی۔ جہاں تک اس تحریک استحقاق کا سوال ہے جیسے آپ نے پہلے ارشاد فرمایا پچھلے ہی دن میں ایک comprehensive رولنگ یا فیصلہ اس پر دے چکا ہوں اس کے زیادہ تر دو aspect تھے ایک تو ان قراردادوں کی حیثیت کیا ہے۔ دوسرا یہ کہ ان پر جو کارروائی کی جاتی ہے اس سے سینٹ کو مطلع کرنا حکومت کا فرض ہے یا نہیں ہے۔ تیسرا یہ کہ ریزولیوشن کسی حد تک حکومت پر بائنڈنگ ہے کہ ان پر عمل کرنا چاہیئے یہ کافی لمبی رولنگ ہے جو میں نے اس دن دی تھی لیکن دو تین چیزیں دوبارہ عرض کر دوں کہ جہاں تک ان قراردادوں کی حیثیت کا تعلق ہے اس پر میں نے کہا تھا کہ

"A resolution on any subject passed unanimously by any House whether it is the Senate or the National Assembly is deserving of the highest respect, it is deserving of the highest consideration, it is also deserving of the earliest consideration. This is one aspect of the issue and this, I think, would lead us to

[Mr. Chairman]

the conclusion to which Senator Professor Khurshid was referring as also Maulana Kausar Niazi in somewhat different form that this should not be brushed aside lightly........"

آپ نے اس دن فرمایا تھا کہ ان کو درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا اور ان کو ایسے ہی نظر انداز کیا جاتا ہے تو اس پر میں نے کہا تھا ۔

"This means that the decision on such resolution should be taken at the highest level consistent with the dignity of this House."

تو جہاں تک اس کا تعلق ہے یہ ریزولیوشن پرسوں ہی دیا گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ حکومت ضرور اس پر ، اگر ایوان کی یہ رولنگ ہے عمل کرے گی اسی کے ضمن میں میں نے یہ بھی کہا تھا کہ حکومت کا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ چونکہ یہ ریزولیوشن جس ڈویژن کو کمیونیکیٹ کئے جاتے ہیں ان کی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ سینٹ کے سیکرٹریٹ کو مطلع کرے کہ وقتاً فوقتاً اس پر کیا ایکشن لیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں میں نے یہ کہا تھا کہ

"Moreover, when the Secretariat of the Senate writes to a particular Division about a particular matter ordinary courtesy demands that a reply should also come to that particular communication in due course of time. In their reply the Division should indicate the status of the resolution as well as the action they have taken on it from time to time. If it is not possible for them to implement the Resolution and I will give my ruling on this aspect separately, they should inform the House of the reasons for not being able to implement the resolution".

تو اس پر بھی ایک فیصلہ آچکا ہے اس کے بعد ۔

"Then it becomes the duty of the Secretariat to place a report before the House that so and so resolution was passed by this House, it was passed on to the concerned Division on such and such date and this is the action which that Division has taken ; in order to give the Senate then an opportunity whether it is satisfied with the action taken or it would like to provide further guidance to the Division in that matter."

تو جہاں تک اس ریزولیوشن کی کنسیڈریشن ، اس پر کارروائی کرنے اور اس پر کارروائی سے اس ایوان کو مطلع کرنے کا کام حکومت یا متعلقہ ڈویژن کا کام ہے ۔

یہ سب، کل پرسوں جو میں نے رولنگ دی تھی، اس میں covered ہیں اور آئندہ کے لئے بھی یہی گائیڈ لائنز ہیں جس پر مجھے امید ہے کہ حکومت عمل کرے گی۔

جہاں تک ریزولیوشن کے subject matter کا تعلق ہے جیسے آپ نے پہلے بھی فرمایا تھا میں عرض کرتا ہوں کہ اس قسم کے subject matter والے ریزولیوشن حکومت پر binding نہیں ہوتے۔ ایسے ریزولیوشن آئین میں موجود ہیں جو کہ حکومت پر binding ہیں جن کی میں نے مثالیں بھی پہلے دی ہیں۔ ایسے بھی ریزولیوشن ہیں جو کہ ہاؤس خود اڈاپٹ کرتا ہے۔

To control and regulate its own procedure

وہ بھی ایوان پر بائنڈنگ ہو جاتے ہیں اور حکومت یہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ ہم پر بائنڈنگ نہیں ہیں۔ میرے خیال میں میں نے مثال بھی دی تھی کہ اگر رولز یہ provide کرتے ہیں اور یہ ایوان فیصلہ کرتا ہے کہ اس قسم کے سوالات اٹھائے جائیں تو حکومت نے ان کا جواب دینا ہے تو کوئی حکومت نہیں کہہ سکتی کہ وہ ان کا جواب نہیں دے سکتی۔ اسی طرح جہاں تک To control and regulate its own procedure کا تعلق ہے وہ بھی حکومت پر بائنڈنگ ہو جاتا ہے باقی جو recommendatory resolutions ہیں ان کے بارے میں کہا گیا تھا کہ ہر جگہ پارلیمانی پریکٹس یہ ہے

Not only in this country but everywhere in the world

کہ وہ حکومت پر بائنڈنگ نہیں ہوتے اس کی کئی وجوہات ہیں، یہ ریزولیوشنز حکومت کو پالیسی بنانے میں ضرور مدد دیتے ہیں لیکن بہت ساری ایسی وجوہات ہو سکتی ہیں جن کی بناء پر، مثلاً ایک وجہ جو یہ quote کر رہے ہیں یہ صحیح ہے یا غلط، میں اس میں نہیں جانا چاہتا کہ اتنے کروڑ روپے کی ضرورت ہو گی، خواہ یہ ملک کے اندر raise کرتے ہیں یا ملک سے باہر raise کرتے ہیں اس پر وہ ریزولیوشن اگر implement نہ ہو سکا، تو اس میں استحقاق کا کوئی element involve نہیں ہوتا ہے۔

مولانا کوثر نیازی: سر! آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر، میں آپ کی رولنگ کو چیلنج نہیں کر رہا میں نے یہ بھی نہیں کہا کہ حکومت پر یہ ریزولیوشن بائنڈنگ ہے۔ میں نے دو باتیں عرض کی تھیں۔ ایک یہ کہ وزیر صاحب یہ کہہ دیں کہ کابینہ کے (مداخلت)

جناب چیئرمین: میں یہ عرض کر دوں کہ جہاں تک کابینہ کا تعلق ہے، اس کے بارے میں نہ میں insist کر سکتا ہوں اور نہ آپ کر سکتے ہیں کہ یہ کابینہ میں جائے یا کہیں اور جائے لیکن جو

[Mr. Chairman]

رولنگ ہے وہ یہ ہے It should be considered at the highest level.

بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جن کا فیصلہ پرائم منسٹر خود کر سکتا ہے اور اس میں کابینہ کی رائے شامل ہوتی ہے اس لئے ہم اس بات پر insist نہیں کر سکتے کہ یہ کابینہ میں جائے یا کہیں اور جائے۔

لیکن رولنگ یہ ہے کہ جو ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس ہو جائیں وہ highest level پر حکومت میں consider کئے جائیں۔ اس میں آپ کی تحریک covered ہے یہ فیصلہ کل پرسوں ہی آیا ہے اس لئے حکومت آئندہ سے اس پر عمل کرے گی۔

مولانا کوثر نیازی: حکومت یہ تو یقین دہانی کرائے کہ آیا وہ اس ریزولیوشن پر غور کرے گی۔

جناب چیئرمین: یہ تو انہوں نے کہا ہے کہ وہ in touch ہیں اور حکومت غور کر رہی ہے۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! اس ریزولیوشن کے بارے میں انہوں نے بالکل نہیں کہا۔

Mr. Chairman : یہ استحقاق تو نہیں بنتا۔ I am afraid

It will have to ruled out of order.

(ii) *RE;* A CONDITION IMPOSED BY THE INTERIOR DIVISION ON THE GRANT OF ARMS LICENCE DULY RECOMMENDED BY A SENATOR

Mr. Chairman : Next, Ahmed Mian Soomro, Privilege Motion No. 14.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, I ask for leave to make a motion regarding breach of privilege of the members of Senate occassioned by D.O. No. 7/2/83-Arms (Pt) Government of Pakistan Ministry of Interior. Which has been circulated to the Senators by the Senate Secretariat letter No. F.4 (6)/85-Ser dated 2nd July 86, received by me today. The breach is occasioned by adding the words "After the verification of the antecedents of the applicant" which nullifies the privilege given to Senators to issue 20 arms licences of non-prohibited bore weapons in a month. May I explain Sir ?

Mr. Chairman : Is it being opposed ?

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Yes, I oppose it.

Mr. Chairman : I think, you go ahead and explain it.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, the object of my moving this motion is, that the members of Parliament either of National Assembly or Senate were given the privilege of issuing 20 arms licences of non-prohibited bore. Now, Sir, by this latest instruction, the sanction of the quota of 20 arms licences given by the members of Parliament would go to the district Magistrate and he will issue those licences after verifying the antecedents of the person concerned Sir. Which would amount to its going down to the Police Station and depending on the report of that Constable who would be sending the report through the SHO etc., and coming up. Now Sir, if the object is that the members of Parliament are not so responsible that they can grant licences to persons they seem or appear to them to be desirable but the report of a Constable of a Police Station is more important for the administration then Sir, I think, I will request them that they better withdraw this power also of the members of Parliament to recommend these 20 licences. It is completely nullified, in fact, it is an insult to the members of the Parliament that the quota given to them and sanctioned by them should go down to the Constable to report and thereafter it is for the Deputy Commissioner to decide orders.

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Mr. Chairman Sir, I oppose this motion on technical grounds as no such privilege is available to the honourable Senators. However, if you kindly permit me I would like to explain.

Mr. Chairman : Please.

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Sir, this decision was taken due to the reason that recommendations were being routinely made without full knowledge of the antecedents of the applicants. In view of this the control on fire arms issued under the Pakistan Arms Act had been considerably eroded. Moreover, issue of licences for prohibited bore

[Mr. Iqbal Ahmed Khan]

and non-prohibited bore weapons in such a large number and that too without verification of the antecedents of the applicants was fraught with dangerous consequences. it was not unlikely that some undesirable persons would take advantage of this situation and succeed in procuring lethal weapons which may be detrimental to the law and order. However, Sir, in view of the foregoing the Ministry has very strongly felt that existing liberal policy regarding issuance of arms licences was required to be reviewed. These circumstances have been relaxed on the recommendations of the members of the Parliament further and the Provincial Governments have been asked to carry out only verifications in doubtfull cases and not in all cases. Sir, in this connection it is also submitted that a similar privilege motion No. 5 of 1986 was moved by one honourable Member of National Assembly, Mr. Muhammad Usman on the same subject which had already been discussed on the floor of the National Assembly on the 29th of May, 1986 and was ruled out of order by the honourable Speaker of the National Assembly. Since the subject matter concerns the security of all citizens of Pakistan, the privilege motion, therefore, I will humbly submit, be ruled out of order. Thank you Sir.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, I would draw the attention of the honourable Minister to the fact that this was only for non-prohibited bore weapons, a twelve bore gun now a days Sir, in fact there was also a demand that it should be made open, anybody should go to a post office, pay a fee and get it. What is a twelve bore gun now a days ? In the village if you have eight or ten of them they can at least protect them. It is not a weapon of offence any longer where you have Klashunkove and all sorts of various things. Here the members of Parliament whose votes at times they seek to pass their Bills, but they do not feel them responsible enough to recomend 20 non-prohibited bore licences and they were given that permission, in fact, which have been withdrawn and then again now as the honourable Minister said it is not for all but it is at their discretion. Whose discretion is that the members of Parliament's recommendation has to go down to the Constable whose recommendation, you know, how it is got Sir, I need not open those things. What is a Constable's recommendation of a Police Station ? Is this the treatment that members of Parliament are getting at the hands of the Government and which the honourable Minister for Justice is trying to defend ?

PRIVILEGE MOTION ; *RE* : A CONDITION IMPOSED BY THE INTERIOR DIVISION ON THE GRANT OF ARMS LICENCE DULY RECOMMENDED BY A SENATOR.

Mr. Chairman: I think, here, we are dealing with the question of privilege. On a number of previous occasions. I have explained that privilege is something which is either conferred by a law or by the Constitution or which can be derived from Parliamentary practices elsewhere in the world. This privilege, so called, unfortunately, does not fall in any of those categories. I have carefully read the impugned letter and from there what I can deduce from it is that the government has simply authorized the members to recommend a specified number of applicants for grant of non-prohibited bore licences in a month. Now this is a concession and by no stretch of imagination, it can create a privilege of a member. If you make a recommendation, well and good. If you don't, even then it is not something which hurts a member's dignity. With regard to second part of the letter which requires verification by the police, or some other authority, here, again looking at it objectively are all of us in a position to verify the antecedents of a particular individual who comes for a particular 'Safarash' سفارش . I think, we all suffer in some respect from We all consider that the person who is close to me ; who has approached me or who has known to me, he is a 'sufaidbaz' سفید باز . There is nothing wrong with him. But I think, it is these 'Frishtas' فرشتہ these کرام الکاتبین so to say of the Government which can properly look into the antecedents of people and it is only they can come out with the correct story.

Concluding then this I take it (the right to recommend) only as a concession and do not consider it a privilege of the type, the breach of which can be made the subject of discussion in this House. The honourable Minister has referred to the ruling given by the Speaker of the Assembly also. I have got a copy of that ruling but I must say that each House being the custodian of its own privileges while we can get guidance from whatever is decided in a matter of privilege by the lower House, we are not necessarily bound by it. In this case, however, I agree with the decision of the Speaker and I would read that out for you.

"Since the issuance of arms licences to a person on the recommendation of an honourable member of this House is not a

specific privilege which is given to any honourable member, may be a licencing policy, as such the privilege motion is ruled out of order". In time with that ruling I do not think that the question raised in the motion amounts to a breach of any privilege. The motion is accordingly ruled put.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Where they insult the members, Sir.

Mr. Chairman : That I would just add one word. I think, please don't take it in bad light. It is so sensitive that if you would not like to make a recommendation which recommendation that very letter makes it subject to verification by the police, my advice to him and very brotherly humble advice would be : Please don't make any recommendation, there would be no question of breach of privilege.

جناب شاد محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ہے، جناب والا! سومرو صاحب نے تو صرف ایک چھٹی کا حوالہ دیا ہے کہ بیس لائسنسوں کی اجازت ہے اور گریڈ ۱۷ کی verification ہو تو جناب والا! اس کے علاوہ بھی پانچ قسم کی چٹھیاں اس حکومت نے جاری کی ہیں پہلی دفعہ پارلیمنٹ کے ممبروں کو اختیار دیا ہے کہ وہ ۰۰ا ریکومنڈیشنز کر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو بھیجیں۔ اس میں الجھنیں ہیں اور لوگوں کے لئے بڑی تکلیف ہے اس لئے میں وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب چیئرمین : جہاں تک اس کا تعلق ہے یہ آؤٹ آف آرڈر ہے۔ باقی اگر آپ کو حکومت سے کوئی شکایت ہے تو یا تو آپ اپنی پارٹی میں اس کو ڈسکس کریں یا حکومت کے خلاف ریزولیوشن لے آئیں، موشن لے آئیں، تحریک لے آئیں، کچھ اور لے آئیں تو This is ruled out of order and the House is adjourned for 'Maghrib Prayers' to meet again at 8.00 P.M.

[The House adjourned for Maghrib prayers]

[The House re-assembled after the interval with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair].

Mr. Chairman : We were on Privilege Motions.

There is a third one number 17 in the name of Mr. Qazi Hussain Ahmed.

(iii) *RE:* A MUSIC FUNCTION HELD BY THE MINISTRY OF CULTURE SPORTS AND TOURISM ON THE OCCASION OF PASSAGE OF THE CONSTITUTION (NINTH AMENDMENT) BILL, 1986.

قاضی حسین احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میں تحریک استحقاق پیش کر رہا ہوں کہ سینٹ سے نواں آئینی بل پاس کیا جانا ملک میں اسلامی شریعت کے نفاذ کی طرف ایک اہم قدم ہے اس کو صدر اور وزیر اعظم نے بھی اپنی حکومت کا ایک اسلامی کارنامہ قرار دیا ہے لیکن عین اس موقع پر وزارت سیاحت و ثقافت کی طرف سے محفل موسیقی کا انعقاد عوام کی نظروں میں اس کی اہمیت کو گرا دینے اور اس کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اس وقت جبکہ ملک کی مغربی اور مشرقی سرحدوں پر طاقتور دشمن چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں ملک میں جگہ جگہ تخریب کاروں کے دھماکوں کی وجہ سے معصوم جانیں تلف ہو رہی ہیں، وزارت سیاحت و ثقافت کی طرف سے طاؤس و رباب کی محفلوں کا انعقاد بے حسی کی انتہا ہے۔ ان سرگرمیوں سے آئین اور پارلیمنٹ کی بے وقعتی ہوئی ہے اور ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے، میری استدعا ہے کہ ایوان اس پر غور کرے۔

جناب چیئرمین : کچھ وضاحت کرنا چاہیں گے۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! اس میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ موسیقی کی محافل، ناچ رنگ کی محفلیں سجانا، لوگوں کی توجہ کو اہم مسائل سے direct کرنے کا ایک طریقہ ہے اور کئی دفعہ میں نے اس بات کو نوٹ کیا ہے اور اس موقع پر بھی یہ بات اسی لئے میرے نوٹس میں آئی ہے کہ جب بھی ملک میں کوئی ایسی فضا بنتی ہے جس کے نتیجے میں اسلام کی طرف شریعت کی طرف، اعلیٰ مقاصد کی طرف، لوگوں کی توجہ منعطف ہونے کا کوئی راستہ نکلتا ہے تو انتظامیہ میں اور حکومت میں کچھ ایسے ہاتھ ہیں جو ایسی سرگرمیوں میں پھر مصروف ہو جاتے ہیں کہ جن سے لوگوں کی توجہ واپس ناچ رنگ اور اس طرح کی غیر اسلامی اور غیر سنجیدہ محفلوں کی طرف مبذول ہو جائے

[Qazi Hussain Ahmed]

اس موقع پر جب ایوان بالا نے نویں آئینی ترمیمی بل پاس کیا جس کو وزیر اعظم نے شریعت بل کہا ہے اور صدر نے اس پر فخر کیا کہ یہ ہماری حکومت کا ایک بہت بڑا اسلامی کارنامہ ہے اور اسی رات کو ہماری وزارت ، سیاحت و ثقافت نے اس طرح منایا کہ ناہید اختر کی ایک مجلس منعقد کر کے تمام ایم این ایز اور سینیٹرز کو اس کی طرف بلالیا اور اس طریقے سے لوگوں کے سامنے وہ تضاد کھول دیا اور وہ [× × ×] لوگوں کے سامنے کھول دی اور اس طریقے سے بد بختوں کو جن کے قبضے میں ان کی جان ہے ان کو یقین دہانی کرائی کہ پرنالہ وہیں رہے گا اور یہ ہماری کوشش کوئی سنجیدہ نہیں ہے یہ صرف لوگوں کو دھوکہ دینے کی اور [× × ×] کی ایک کوشش ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس موقع پر پریذیڈنٹ نے یہ پاس کیا ہے۔ اسی رات اس محفل کا انعقاد اس بات کی ایک علامت ہے کہ یہ حکومت اس میں سنجیدہ نہیں ہے اور ایوان کی اس طرح کی جتنی بھی قرار دادیں یا قوانین یا بل منظور ہوتے ہیں ان کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی لئے میں نے اس پر یہ استحقاق پیش کیا ہے۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب میں ایک استدعا کروں گا کہ یہ جو نیتوں پر شک ہے اور خصوصاً یہ [× × ×] کے لفظ جو ہیں میرے خیال میں یہ اس ضمن میں صحیح نہیں ہیں اور اس کو یا حذف کرنا پڑے گا یا آپ خود ہی میری استدعا ہے کہ withdraw کر لیں۔

قاضی حسین احمد : میں عرض کرتا ہوں کہ یہ نیت کی بات تو نہیں ہے، یہ تو کھلی بات ہے۔

جناب چیئرمین : آپ نے کہا کہ یہ [× × ×] کی دلیل ہے تو ایک مسلمان پر [× × ×] کا چارج لگانا میرے خیال میں بغیر ثبوت کے۔ (مداخلت)

قاضی حسین احمد : میں نے [× × ×] کسی مسلمان کو نہیں کہا، میں نے اس کارروائی کو اور اس سرگرمی کو ایک [× × ×] کی سرگرمی سمجھا ہے اور اسی کو قرار دیا ہے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ اس بات پر شاہد ہے کہ انہوں نے اس طرح کی محافل کو غیر اسلامی قرار دیا ہے کہ یہ ہماری ثقافت نہیں ہے یہ ہمارا کلچر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : پھر بھی [× × ×] نہ ہوا۔

قاضی حسین احمد : میں نے [× × ×] ایکٹیویٹی کو کہا ہے میں نے کسی فرد کو [× × ×] نہیں کہا ہے۔

[× × ×] بحکم چیئرمین حذف کیا گیا۔

جناب چیئرمین : ایگزیکٹو بھی [× × ×] کی تعریف میں نہیں آتی تو اس کو حذف کرنا پڑے گا۔

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب والا! محترم قاضی صاحب نے بدروحوں کی بات کی ہے میں ذرا یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ وہ بدروح کون ہیں؟

قاضی حسین احمد : میں نے کہا کہ جس بدروحوں کے قبضے میں ان کی جان ہے اور یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے یہاں امریکنز کی ، یہاں یورپینز کی ، یہاں روسیوں کی لابیز کام کر رہی ہیں اور ہماری حکومتوں پر ان کا پریشر ہے ان کا دباؤ ہے اور اسی وجہ سے ان کو تسلی اور یقین دھانیاں کرواتے ہیں کہ ہم اسلام کی طرف کوئی سنجیدگی کے ساتھ قدم اٹھانے والے نہیں۔

جناب چیئرمین : جناب مانیکا صاحب!

میاں غلام محمد احمد خان مانیکا (وزیر ثقافت ، کھیل و سیاحت) : جناب چیئرمین! پہلے جو قاضی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ سینیٹ نے ۷ جولائی کو نواں آئینی ترمیم پاس کیا اور اسی رات یہ تقریب منعقد ہوئی یہ بات غلط ہے ، ۷ تاریخ کو یہ ترمیمی بل پاس ہوا اور ۹ تاریخ کو آج سے کوئی ایک مہینہ پہلے یہ پروگرام بن چکا تھا اور یہ تاریخ مقرر ہو چکی تھی۔ یہ طائفہ ، ثقافتی طائفہ جو ہے آج معرض وجود نہیں آیا کئی سالوں سے اس کا پاکستان میں وجود قائم ہے اور ہم ایک مہینہ پہلے یہ تاریخ اس لئے مقرر کر چکے تھے چونکہ میں اس محکمے کا انچارج ہوں اور میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا کہ میں اس طائفے کی کارروائی دیکھوں اس کی پرفارمینس دیکھوں یہ ملک سے باہر جاتا ہے اب کینیڈا جا رہا ہے امریکہ جا رہا ہے ابھی چائنا سے ہو کر آیا ہے اس میں جو چیزیں غلط ہیں جو ہماری ثقافت سے مطابقت نہیں رکھتیں یا ہماری ثقافت کے عین مطابق نہیں ہیں ، ان کو میں دور کروں تو یہ فوری طور پر اسی رات نہیں ہوا یہ قاضی صاحب نے صحیح نہیں فرمایا کہ اسی رات یہ پاس ہوا اور اسی رات ہم نے یہ طائفہ بلا لیا۔ اس طائفے کا ہیڈ کوارٹر کراچی میں قائم ہے گو پہلے میں نے وہ تاریخ مقرر کر رکھی تھی انہوں نے سنی سنائی بات کی ہے۔ کہ یہ کچھ ہوا ، یہ کچھ ہوا ، میں نے اپنے معزز ایوان کے ممبران کو بھی دعوت دی ، نیشنل اسمبلی کے ممبران کو بھی دعوت دی کہ وہ بھی تشریف لائیں۔ یہ کوئی چوری چھپے کام نہیں ہو رہا تھا تاکہ ان کے سامنے یہ پیش کریں اور وہ اس کی منظوری دیں۔ جہاں کوئی نقص ہو اس سے وہ ہمیں اپنی آراء سے مستفید کریں کہ اس میں سرحد کی ثقافت کیسے پیش کی جائے ، سندھ کی ثقافت کیسے پیش کی

[Mr. Ghulam Ahmad Khan Manika]

جائے اور پنجاب کی ثقافت کیسے پیش کیجائے اس نقطۂ نظر سے اور اس سوچ کے ساتھ میں نے یہ تقریب منعقد کی تھی۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس طرح اس ایوان کا استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے اور قاضی صاحب کا استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے، جب کہ ٹیلیویژن پر، ریڈیو پر، فلموں پر سب کچھ ہو رہا ہے اس وقت تو ساری قوم کا استحقاق مجروح نہیں ہو رہا اور اس کو اس نظر سے دیکھنا کہ ہم اس کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں اور اپنی صحیح ثقافت پیش کر کے بیرونی ممالک میں بھیجیں تاکہ کسی قسم کا اعتراض ہو تو اس پر قاضی صاحب اعتراض کریں۔ اگر انہیں یہ شکوہ ہے کہ وہ خود نہیں دیکھ سکے تو میں ان کو درخواست کرتا ہوں کہ میں دوبارہ منعقد کرتا ہوں وہ تشریف لائیں اور دیکھیں، ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ ان کا کوئی اس سے استحقاق مجروح نہیں ہوا اور اس تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! میں وزیر ثقافت اور سیاحت کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری یہ توہین نہیں کی کہ مجھے اس محفل میں بلاتے، اگر وہ بلاتے تو میں اس کو توہین سمجھتا۔ اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک سنجیدہ موضوع کو مذاق بنانا یہ کسی وزیر کے شایان شان نہیں ہے نہ ہی یہ ایوان بالا کے شایان شان ہے آپ نے مجھے تو ٹوک دیا لیکن آپ نے وزیر کو نہیں کہا کہ آپ نے ایوان بالا میں ایک سنجیدہ موضوع پر ایک رکن جو اس کو اپنے ضمیر، اپنے عقیدے، اپنے ایمان اپنے کلچر کے خلاف activity سمجھتا ہے اس کو مذاق میں اڑاتا ہے اور مذاق کرتا ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ بتاتا ہوں کہ یہ ہماری ثقافت نہیں ہے نہ ہی یہ صوبہ سرحد کی ثقافت ہے۔ اسلامی نظریئے پر ہماری مملکت کی بنیاد ہے اس اسلامی نظریے نے موسیقی کی محفلوں کی حوصلہ شکنی کی ہے اور ہمارے نظریے کے بارے میں ہمارے قومی شاعر نے کہا ہے

ع
میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

جب کوئی قوم اٹھتی ہے اور جب کوئی قوم اپنے عروج کی طرف پیش رفت کرتی ہے اس وقت اس کے ہاتھ میں شمشیر و سناں ہوتی ہے جب اس کے طاؤس و رباب آپ دیکھیں تو آپ سمجھ لیں کہ یہ اس قوم کا انحطاط ہے اور جس ماحول میں

ہم اس وقت رہتے ہیں اور یہاں جو غربت ہے جو افلاس ہے جو بیماریاں ہیں ، اجو بد امنی ہے جو ڈاکے پڑ رہے ہیں لوگوں کے جو مسائل ہیں اس میں وزراء کا اور حکومت کا خود بھی اس طرف متوجہ ہونا ، اور لوگوں کو بھی اس طرف متوجہ کرنا یہ ساری حکومت اور ہم تمام کا اور اس ایوان بالا کا بھی مذاق اڑانا ہے اور ہمارے وسائل کا بھی یہ ناجائز مصرف ہے یہ ہمارے قومی خزانے کا صحیح استعمال نہیں ہے ۔

<u>جناب چیئرمین</u> : بہت شکریہ !

The motion seeks to discuss a matter regarding Ministry of Culture and Tourism holding a musical function on the eve of the passage of the Ninth Constitution (Amendment) Bill which according to the mover, amounts to a breach of privilege of the House.

Firstly, the honourable Minister has explained that while the Bill was passed two days earlier than the function, the function itself was fixed months earlier. There was thus no connection between the two.

Secondly, it is a moot point and there are differences of opinion, whether music does or does not constitute our culture and whether it is against the principles of Islam. There is a school of thought which believes in " سماع " but let us not go into that. Personally it strains common sense of a man like me to understand how the allegations made in the motion could even remotely constitute a breach of privilege of the House, even though the time of the passage of the Ninth Constitution (Amendment) Bill the holding of the musical function by the Ministry of Culture and Tourism may have been, though not coincided, close together. The motion thus hardly raises any specific question of breach of privilege conferred on the House or on an individual honourable member of this House, by law or by Constitution and I rule it out of order.

I have just received another privilege motion proposed by Maulana Samiul Haq. I have not read it but if he is present in the House would he kindly move it.

[Mr. Chairman]

(iv) *RE:* FAILURE TO GIVE ADEQUATE PUBLICITY TO THE SHARIAT BILL TO ELICIT PUBLIC OPINION.

مولانا سمیع الحق : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ کا اجلاس ملتوی کر کے نہ صرف میرے بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہونے کا مندرجہ ذیل معاملہ زیر غور لایا جائے چھ ماہ قبل سینیٹ نے ہمارے پیش کردہ شریعت بل کو ہماری مخالفت کے باوجود ایوان کے فیصلے پر رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کرنے کا فیصلہ کیا ، جب کہ ہم اس واضح مسئلے پر استصواب کو قطعی غیر ضروری سمجھتے تھے لیکن فیصلے کے باوجود شریعت بل کو صحیح طور پر مشتہر کرانے کے انتظامات نہ کئے گئے اس دور کے اہم ذرائع ابلاغ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر اس کی تشہیر ضروری تھی اور اخبارات کو بھی معاوضہ دے کر بطور اشتہارات کے اسے شائع کروانا چاہیئے تھا ، بجائے ان سب باتوں کے صرف ایک پریس ریلیز کے طور پر اسے اخبارات کو بھیجا گیا جبکہ اس صورت میں اخبارات کی مرضی پر منحصر تھا کہ وہ اسے شائع کریں یا نہیں ، اس طرح نہ صرف میرے بلکہ پورے ایوان کے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے لہذا اسے زیر غور لایا جائے ۔

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Opposed, Sir.

جناب چیئرمین : کیا آپ وضاحت کرنا چاہیں گے ؟

مولانا سمیع الحق : جناب چیئرمین صاحب یہ مسئلہ بالکل واضح ہے اور معاملہ بھی بہت حساس بل کا تھا ، جس پر پوری قوم کے مستقبل کا دارومدار ہے ۔ جس سے ایک طویل عرصہ سے مسلمانوں کی امیدیں وابستہ ہیں اور جس کے لئے مسلمانوں نے تاریخ میں عظیم قربانیاں دی ہیں اب جب یہ بل مشتہر کرانا ہی ٹھہرا اور ایوان نے اکثریت سے یہ فیصلہ دے دیا کہ اسے رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے ۔ تو پھر اس کو کما حقہ ، مشتہر کرانا ضروری تھا اس زمانے میں سب سے بڑے ذرائع کسی چیز کو عوام تک پہنچانے کے جو ہیں وہ ریڈیو اور ٹیلیویژن ہیں ، آج ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت چھوٹی چھوٹی باتوں کو بطور اشتہار ٹی وی سے ریڈیو سے اور اخبارات سے مشتہر کراتی ہے انکم ٹیکس کا معاملہ ہو ، ریڈیو لائسنس کا ہو ، ٹی وی لائسنس کا ہو ، اور یہ چھوٹے چھوٹے بقایاجات اور ریونیو کے جو معاملات ہیں اس پر ہزاروں ، لاکھوں روپے خرچ کر کے حکومت ریڈیو ٹی وی سے باقاعدہ اس کو مشتہر کراتی ہے ۔ جناب عالی ! جب تین مہینے کا عرصہ چل رہا تھا اس دوران بھی

میں نے اخبارات کے ذریعے مطالبہ کیا، اور حکومت کو توجہ دلائی کہ اس کو مشتہر کرانا ہے تو ٹی وی سے بھی اس کو لفظ بلفظ مشتہر کرایا جائے۔ ریڈیو سے بھی کرایا جائے پھر اخبارات میں بھی کم از کم بطور اشتہار دے دیا جاتا، اور اخبارات کو معاوضہ ملتا تو وہ ضرور اس کو شائع کرتے بعض اخبارات نے اپنی مہربانی سے اور مرضی سے شائع کیا اور بعض نے شائع نہ کیا، میں سمجھتا ہوں کہ اس اہم ترین اور حساس معاملہ پر جبکہ حکومت شریعت اور اسلام کا نام لیتی ہے اور نظریاتی مملکت ہے اس کو پوری توجہ اس پر لگانی چاہیئے تھی اور اس پر جتنا بھی خرچ آتا اس کو گھر گھر تک پہنچانا چاہیئے تھا اس سے بڑھ چڑھ کر رائے عامہ اور جوش و خروش پھر آپ کے سامنے آجاتا۔ اس لحاظ سے پورے سینٹ کا اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کہ اسے صحیح طور پر مشتہر نہیں کرایا گیا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب اقبال احمد خان صاحب۔

جناب اقبال احمد خان: جناب چیئرمین! مجھے افسوس ہے کہ ۶ جولائی کو جب یہ اجلاس شروع ہوا آپ کی طرف سے اس معزز ایوان کو اس بل کے سلسلے میں تفصیل پیش کی گئی یہ دوسری بات ہے کہ میرے واجب الاحترام دوست جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، مدظلہ، عالی اجلاس میں اگر تشریف نہ رکھتے ہوں تو ان کے علم میں یہ بات نہیں آئی ہوگی۔ جناب والا! آپ کی رپورٹ میں واضح طور پر درج ہے کہ کن اخبارات میں اس کا اشتہار دیا گیا۔ آپ کی اجازت سے آپ کی رپورٹ میں سے میں ان اخبارات کا نام پڑھنا چاہتا ہوں، جس میں اس کی باضابطہ اشتہار کی شکل میں تشہیر کی گئی۔ جناب والا! روزنامہ جنگ راولپنڈی، روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور، روزنامہ پاکستان ٹائمز راولپنڈی، روزنامہ امروز لاہور، روزنامہ جسارت کراچی، روزنامہ مشرق لاہور روزنامہ مغربی پاکستان لاہور، روزنامہ مارننگ نیوز کراچی۔ جناب والا! آٹھ اخبارات میں اس کا اشتہار دیا گیا اور ان اشتہارات کے نتیجے میں تقریباً ساڑھے ۱۴ لاکھ آراء اس بل کے متعلق اس سینٹ کے پاس آئیں۔ اگر ان کی تشہیر باقاعدہ نہ ہوئی ہوتی، تو جناب والا یہ ساڑھے چودہ لاکھ آراء اس ایوان میں کہاں سے پہنچ جاتیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ جس دن یہ رپورٹ اس ایوان میں پیش ہوئی، محترم سینیٹر موجود نہیں تھے، اس لئے یہ بات ان کے علم میں نہ آئی، میں آج پھر آپ کی وساطت سے ان کو یہ اطلاع دے رہا ہوں، سینٹ کے فیصلے کے مطابق اس بل کی باضابطہ طور پر ہر لحاظ سے تشہیر بھی کی گئی اور اس سلسلے میں اخبارات

[Mr. Iqbal Ahmed Khan]

میں اشتہارات بھی دیئے گئے اور اس کے جواب میں بہت بڑی تعداد میں آراُ بھی موصول ہوئیں، اور میرا خیال ہے کہ شاید ہماری پارلیمانی تاریخ میں اتنی بڑی تعداد میں آراُ کبھی موصول نہیں ہوئیں، اور اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس کی باقاعدہ تشہیر کی گئی۔

جناب والا! میں اس مرحلے پر آپ کی اجازت سے یہ جسارت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ انہوں نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے، اس تحریک استحقاق کے ذریعے سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور میں یہ عرض کروں گا کہ جب بھی کبھی وہ تحریک پیش کریں تو اس بات کا ضرور احساس رکھا کریں کہ اس ایوان کا بھی کوئی استحقاق ہے جیسا کہ انہوں نے ارشاد فرمایا اپنی تحریک میں کہ "چھ ماہ قبل سینیٹ میں ہمارے پیش کردہ شریعت بل کو ہماری مخالفت کے باوجود ایوان کے فیصلہ پر رائے عامہ کو معلوم کرنے کے لئے مشتہر کرنے کا فیصلہ کیا جبکہ ہم اس واضح مسئلہ پر استصواب کو قطعی غیر ضروری سمجھتے تھے"۔ اب جناب والا! اس معزز ایوان کے فیصلے کو یہ فرما رہے ہیں غیر ضروری تھا اس سے تو اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ اس بات کو آگے بڑھایا جائے۔ ورنہ میں زبانی یہ تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے فیصلے کو وہ غیر ضروری فرما رہے ہیں تو یہ چیزیں مناسب نہیں ہیں۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ پہلے ساری بات کی تحقیقات فرما لیا کریں۔ سینیٹ کے ریکارڈ کو ملاحظہ فرما لیا کریں اور اجلاس میں بروقت تشریف لایا کریں تاکہ ساری کارروائی ان کے علم میں آتی رہے اور انہیں یہ غیر ضروری تحریک پیش کرنے کا موقع نہ ملے۔ اور چونکہ ان کی تحریک واقعات پر مبنی نہیں ہے اس لئے یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے اس کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین! میں جناب اقبال احمد خان صاحب کا ممنون ہوں انہوں نے جو رپورٹ اس دن پیش کی تھی وہ میں نے پڑھ لی تھی۔ پھر آج بھی میرے پاس ہے میں نے جو استحقاق میں توجہ دلائی ہے .....

جناب چیئرمین: انہوں نے پیش نہیں کی تھی وہ Chair کی طرف سے تھی......

مولانا سمیع الحق: جی ہاں چیئرمین صاحب کی طرف سے تھی۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر اس میں ان کی کوئی تشہیر نہیں کرائی۔

تیسری بات یہ ہے کہ میرا اب بھی دعویٰ ہے کہ حکومت نے لیعنی سینٹ نے ان اخبارات میں اشتہار شائع نہیں کرایا ان اخبارات نے شائع کیا ہے یعنی آپ نے پریس ریلیز کی صورت میں بھیجا اور جن کی مرضی تھی انہوں نے شائع کر دیا تو ان اخبارات میں آپ نے شائع نہیں کیا بلکہ ہم نے از خود پورے ملک میں جدوجہد کی، اخبارات، پمفلٹوں کے ذریعے کوشش کی کہ بھائی اس کو شائع کراؤ کہ ملک کو پتہ چل جائے میں نے ابھی تک اقبال احمد خان کا یہ جملہ کہیں نہیں پڑھا کہ اسے اشتہار کی شکل میں شائع کیا گیا اس میں یہی ہے کہ حسب ذیل روزناموں میں شائع ہوا تھا۔ میرا دعویٰ یہ ہے کہ اشتہار کی شکل میں ایک Payment نہیں ہوئی اور نہ اسے اشتہار کی شکل میں شائع کرایا گیا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے استحقاق مجروح کیا ہے میں نے یہ کہا کہ ہماری رائے یہ تھی کہ استصواب کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد ایوان نے فیصلہ کر لیا ایوان کے فیصلے کے بعد یہ نہیں ہے کہ اب بھی ہمارے رائے نہیں تھی۔ تو اقبال احمد خاں صاحب صرف لفظی اور قانونی موشگافیوں میں ہر بات کو نہ ٹالیں اور اس کا معقول جواب دیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! جہاں تک اس موشن کا تعلق ہے شروع میں یہ میرے نوٹس میں بھی آیا تھا کہ شروع میں اس کی تشہیر تسلی بخش نہیں آرہی تھی اس پر ہم نے پرنسپل انفارمیشن آفیسر کو لکھا اور وہ خط ۵ فروری کا میرے پاس ہے ۔ اس میں ہم نے ان کو یہ بھی کہا تھا کہ اگر اخبارات خود اسے تشہیر دینے میں کوئی تامل کرتے ہیں تو اس کو بطور Paid advertisement بھی شائع کیا جا سکتا ہے لیکن جن اخبارات کا ہم نے اپنی رپورٹ میں ذکر کیا ہے ان سب نے من وعن پوری تفصیل اس کی دے دی ہے۔

اب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کی پوری تشہیر ہو گئی ہے یا نہیں ہوئی یا تشہیر کیلئے کن ذرائع ابلاغ کو employ کیا گیا تھا یا نہیں کیا گیا تھا تو جیسے وزیر انصاف نے کہا اگر ساڑھے چودہ لاکھ آراء آ سکتی ہیں تو میں اس نتیجے پر پہنچوں گا کہ یا تو اس کی مکمل تشہیر ہو چکی ہے یا ان آراء کی بنیاد وہ تشہیر یہ نہیں ہے بلکہ They are manufactured or they are contrived جو کہ اس کی بہت ہی غلط تشریح ہو گی۔ مجھے خود یاد ہے کہ جناب مولانا سمیع الحق صاحب میرے دفتر میں آئے تھے اور بنڈل کے بنڈل میرے میز پر رکھے۔ اس کے بعد کہا کہ یہ تو مکمل نہیں ہیں باہر

[Mr. Chairman]

ٹرک کھڑے ہیں آپ اپنے آدمی ہمارے حوالے کر دیں اور میں نے اپنے سیکرٹریٹ کو درخواست کی کہ ٹرکوں کو unload کر لیں اور وہ آرا ہم تک پہنچی ہیں تو اس کے بعد بھی اگر شکایت ہے کہ تشہیر پوری نہیں ہوئی تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اور کیا تشہیر ہو سکتی ہے ایک بات اور عرض کر دوں کہ رول ۱۵۹(۲) کی طرف بھی توجہ دیں ۔ اس کے مطابق پریولج کا جہاں تک سوال ہے تو

The question shall relate to a specific matter and shall be raised at the earliest opportunity.

جس دن رپورٹ پیش ہوئی تھی اگر اس کی تشہیر مکمل نہیں تھی تو اس دن یہ اعتراض کرنا چاہیئے تھا آج یہ اعتراض کرنا مشتے بعد از جنگ ہے مجھے افسوس ہے کہ اسے رول آؤٹ کرنا پڑے گا۔

Ruled out of order.

جناب اقبال احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ محرک کی تحریک سے مجھے کچھ یوں لگتا ہے کہ جواب ۱۴½ لاکھ آراء آئی ہیں یہ ان میں سے کچھ قرعہ اندازی کی جائے اور ان کی تحقیقات کی جائے کہ کیا وہ سچ مچ لوگوں نے رائے دی ہے یا ویسے ہی کسی کے گھر میں بیٹھ کر یہ جعلی دستخط بنائے گئے ہیں (مداخلت)

مولانا سمیع الحق : یہ مذاق میں پوری قوم کے جذبات اور ان کی امنگوں سے جنہوں نے ہزاروں ، لاکھوں روپے خرچ کئے اور خلیج اور یورپ سے آپ کو آراء بھیجیں آپ ان کو مشکوک بنا رہے ہیں ۔ آپ ان مسلمانوں کے جذبات سے کب تک اس طرح کھیلتے رہیں گے ۔ میں کہتا ہوں کہ ۱۴½ لاکھ نہیں تھے بلکہ ۳۵ لاکھ تھے ۔ باقی آپ نے ۲۰½ لاکھ ختم کر دیئے ۔

Mr. Chairman : Point of order is ruled out of order

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب پوائنٹ آف آرڈر ۔ جب ایک مسئلہ رول آؤٹ ہو چکا ہو تو اس کے بعد کسی بھی رول میں پروویژن نہیں ہے کہ اس پر بات کی جائے ۔

جناب چیئرمین : وہ جو پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

That is ruled out of order. It is no point of order.

قاضی عبداللطیف: میں گزارش کروں گا کہ اقبال احمد خان کو یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں کہ یہ جو آرڈر آئی ہیں اس کے اندر کوئی جعلی کام بھی ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: اس نے یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ اس کی انکوائری کی جائے میرے خیال میں یہ بحث اب ختم ہونی چاہیئے۔ ایڈجرنمنٹ موشنز۔ مولانا کوثر نیازی صاحب موشن نمبر ۲۱

ADJOURNMENT MOTIONS;

(i) *RE;* POLICE ACTION AGAINST A PROTEST RALLY ARRANGED BY THE PEOPLE OF KARACHI REGARDING REPATRIATION OF BIHARIS

مولانا کوثر نیازی: روزنامہ گارڈین لندن نے اطلاع دی ہے کہ ڈھاکہ میں پانچ ہزار بہاری مسلمانوں نے جلوس نکالا اور کراچی میں اپنے سلسلے میں نکلنے والے جلوس پر پولیس فائرنگ کی مذمت کی۔ اخبارات نے بتایا ہے کہ ہر چند شہر میں موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اس کے باوجود مظاہرین جوش و خروش سے مظاہرہ کر رہے تھے انکا مطالبہ تھا کہ ۲ نصف لاکھ بہاری پاکستانیوں کو فی الفور پاکستان بھیجا جائے۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

Mr. Chairman : Is it being opposed ?

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Yes, Sir.

جناب چیئرمین: مولانا کوثر نیازی صاحب۔ ارشاد فرمائیں اگر کوئی وضاحت کرنا چاہیں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! میرا یہ خیال تھا کہ سینیٹ میں پاس ہونے والی قرارداد کے بعد شاید یہ بحث اب مکمل ہو چکا ہے اور اب مزید اس ایوان میں اس پر بحث کی ضرورت نہیں، لیکن قرارداد کے بعد صورت حال برقرار رہی اور جو واقعات رونما ہوئے ان کی وجہ سے بعض ایسے پہلو پاکستان بہاری مسلمانوں کی پاکستان میں واپسی کے متعلق سامنے آئے کہ جن پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر از سر نو یہاں بحث کی ضرورت ہے آج بھی وزیر صاحب نے بعض جو نکات اٹھائے۔

فنڈز کی قلت کا جو رونما رویا وہ بھی اس قابل ہے کہ اس ایوان میں اس پہ بحث کی جائے میری اس تحریک سے اب یہ معلوم ہوگا کہ اب پاکستان کی بدنامی پاکستان کے خلاف اس سلسلے میں جذبات کا اظہار صرف اندرون پاکستان تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ بیرون پاکستان بھی اب مسلمانوں میں پاکستان کی پالیسی کے خلاف کھلم کھلا یہ اظہار کیا جا رہا ہے پاکستان کے بارے میں ہم سب یہ کہتے ہیں کہ یہ اسلام کا قلعہ ہے اور جناب والا ! یہ کہا جاتا ہے کہ اسرائیل اور یہ ملک دونوں نظریاتی ملک ہیں لیکن اسرائیل ایک ایسا ملک ہے جہاں ایک یہودی ہونا وہاں کا باشندہ بننے کے لئے کافی ہے مگر پاکستان جو اسلامی ملک ہے اپنے پاکستانیوں کو یہاں آنے سے روک رہا ہے ۔ اس لئے ضرورت ہے کہ یہ جو نفرت اب ملک سے باہر ان پاکستانیوں میں بھی پاکستان کے خلاف پھیل رہی ہے جنہوں نے اس کے لئے گراں بہا قربانیاں دیں ۔ اسے ایوان میں زیر بحث لایا جائے تاکہ اس وسیع الاطراف موضوع کے تقاضے پورے ہوں اور یہ بتایا جائے کہ رابطہ عالم اسلامی اور حکومت کے اندر اصل اختلاف کیا ہے ۔ کیا یہ اختلاف تو نہیں ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ٹرسٹ کے ذریعے فنڈز یہاں استعمال ہوں اور حکومت چاہتی ہے کہ سرکاری ذرائع سے استعمال ہوں ۔ غرضیکہ بہت سے مباحث اس تحریک کے ضمن میں یہاں آئیں گے اور اس سے میں سمجھتا ہوں کہ بہت زیادہ فائدہ ہوگا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک بہت ضروری ہے اگر اسے ایڈمٹ کیا جائے تو ایک بہت اہم مسئلہ کا حق ادا ہو سکے گا ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ۔ جناب سرتاج عزیز صاحب ۔

Mr. Sartaj Aziz : Mr. Chairman, I would like to submit that this motion is not admissible under Rule 71(a), because it is a long standing issue and not an issue of an urgent nature. It also does not relate to one definite issue, it raises number of issues, therefore, it is inadmissible under Rule 71(b). As far as the question of the riots and incident of Police firing is concerned that is a provincial subject and, therefore, the motion is not admissible under Rule 7(f) of the Rules of Procedure and also under Rule 71(d), because it revives discussion on a matter which has been discussed not only within the last six months but actually in this very sitting of the Senate. As I have already mentioned the issue is under consideration in response to the resolution, as far as the adjournment motion is concerned, it is not admissible under the rules.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب کوثر نیازی صاحب۔

مولانا کوثر نیازی: جناب! میں اس برگشتہ قسمت تحریک کا مقدر جانتا ہوں۔ مگر میں تو وہی چاہوں گا۔

اپنے ہاتھوں سے کیا دفن مجھے قتل کے بعد

مجھ پہ کیا خوب اس شوخ نے احسان کیا

تو اسے آپ اپنے ہاتھوں سے ہی ازراہ کرم گنج شہیداں میں پہنچا دیں۔

جناب چیئرمین: ٹیکنیکل بنیادوں کی وجہ سے جو کہ وزیر محترم نے بڑی وضاحت سے ارشاد فرمائی ہیں یہ ایڈمیسیبل نہیں ہے اور اگر اس کو قتل سمجھیں تو اس قتل کے گناہ کا میں مرتکب ہو رہا ہوں۔

مولانا کوثر نیازی: قتل کی سزا کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

جناب چیئرمین: وہ پھر قصاص ہو گا اگر آپ نے پاس کیا۔

جناب اقبال احمد خان: بہتر ہوتا اگر یہ خود فیصلہ کر لیتے پانچ سات سال پہلے انہیں موقع ملا تھا۔

جناب چیئرمین: وہ تو چاہتے تھے کہ

ع میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے

اپنے پتہ سے وہ نہیں کرنا چاہتے تھے، میرے پتے سے کرنا چاہتے ہیں

بہرحال نیکسٹ، مولانا کوثر نیازی صاحب

(ii) *RE:* ISSUANCE OF ILLEGAL I.D. CARDS TO AFGHAN REFUGEES IN PAKISTAN

مولانا کوثر نیازی: روزنامہ خلیج ٹائمز نے اطلاع دی ہے کہ تین ہزار سے زائد مہاجرین نے پاکستان میں شناختی کارڈ خرید لئے ہیں جن کی وجہ سے وہ پاکستان میں جائیدادیں بھی خرید رہے ہیں اور الیکشنوں میں ووٹ بھی دے سکیں گے۔ نیشنل رجسٹریشن ڈائریکٹوریٹ کے مسٹر صدیقی کے حوالے اخبار نے لکھا ہے کہ ہر مہاجر کو اس مقصد کے لئے پانچ ہزار روپے ادا کرنے پڑے ہیں۔ جبکہ غریب افغان چار سو روپے میں بھی شناختی کارڈ حاصل کر لیتے ہیں یہ صورت حال افسوسناک بھی ہے اور تشویشناک بھی اور میں تحریک کرتا ہوں کہ اس پر بحث کرنے کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

Mr. Chairman : Is it being opposed ?

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Yes Sir, Opposed.

جناب چیئرمین : مولانا صاحب آپ اس کی وضاحت میں ارشاد فرمائیں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا ! اس میں کوئی شبہ نہیں کہ افغان مہاجرین ہمارے بھائی ہیں اور ہمارے دل میں ان کے ہمدردی کے بے حد جذبات ہیں۔ ہم ان کی مصیبت میں برابر کے شریک ہیں اور یہاں جب تک افغانستان کے مسئلے کا حل نہیں نکلتا ہم انہیں سر آنکھوں پر بٹھانے کے لئے تیار ہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ وہ یہاں مستقل آباد ہونے کے لئے نہیں آئے۔ بلکہ وہ عارضی وقت کے لئے یہاں ہیں۔ اگر یہ صورت حال ہو گئی کہ یہاں انہوں نے شناختی کارڈ خریدنے شروع کر دیئے اور اس آبادی میں absorb ہونا شروع کر دیا۔ تو یہاں آبادی کا بیلنس بگڑ جائے گا اور اس کے نتیجے میں بہت سے مفسدات پیدا ہوں گے۔ جس کا مشاہدہ آپ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں کر سکتے ہیں یہ بات بھی عجیب و غریب ہے کہ نیشنل رجسٹریشن ڈائریکٹوریٹ کے ڈائریکٹر جنرل ہیں مسٹر صدیقی اور انہوں نے خود یہ بیان دیا ہے۔ یہاں یہ شناختی کارڈ پانچ ہزار روپے میں خریدے جا رہے ہیں۔ البتہ ڈائریکٹوریٹ نے ازراہ کرم غرباء کے لئے یہ رعایت رکھی ہے کہ شناختی کارڈ وہ چار سو روپے میں حاصل کر لیتے ہیں۔ اس اسلامی اخوت پر ڈائریکٹر جنرل صاحب کو یقیناً مبارکباد دی جا سکتی ہے کہ انہوں نے غریب افغان مہاجرین کے لئے ریٹ کم رکھے ہیں۔ یہ صورتِ حال بین الاقوامی نقطۂ نظر سے ہماری خارجہ پالیسی کے نقطہ نظر سے اور اندرون ملک جو امن و امان کا مسئلہ ہے اس کے نقطہ نظر سے اور جو انتظامیہ میں بدعنوانیاں ہیں اس کے نقطہ نظر سے غرضیکہ بہت سے پہلوؤں سے قابل غور بھی ہے قابل بحث بھی ہے اور میں وزیر انصاف سے گزارش کروں گا کہ وہ ٹیکنیکلیٹیز کا سہارا لینے کی بجائے اس کا سامنا کریں۔ اس کے ذریعے سے افغان مسئلے پر خاطر خواہ بحث ہو سکتی ہے اور قوم کے سامنے بہت سے حقائق آ سکتے ہیں۔ اور اس کے نتیجے میں حکومت کو بھی فائدہ پہنچے گا۔

جناب چیئرمین : شکریہ جناب اقبال احمد خان صاحب۔

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Mr. Chairman, Sir, the news item referred to in the motion is totally baseless as the Director General (Registration) gave no such report as appeared in the newspapers. However, Sir I would like to submit a few words with regard to this point raised in the privilege motion and if you kindly permit me for that:

Mr. Chairman : Please.

Mr. Iqbal Ahmed Khan: The National Registration Scheme was introduced in 1973 with the object to register and issue the Identity Cards to all Pakistani nationals in and out of the country. Uptil April 1986, the Directorate General of Registration has issued 442 million 87 thousand Identity Cards to the eligible persons and registered about 800 million 50 thousand persons of all ages. No Identity Card is issued to a foreign national as such, but it has come to the notice of the Director General (Registration) that a few of them succeeded in obtaining the Identity Cards with the assistance of attesting authority by posing themselves as Pakistani nationals. The attesting authorities do not feel their responsibility and do attestation unscrupulously. Field officers have been directed to exercise vigilance while issuing identity cards so that no foreign national succeeds in obtaining Pakistani National Identity Cards. They have been advised for physical verification of the applicant whose facial features carry resemblance with foreign nationals such as Afghan refugee.

In addition to the above, the following steps have been taken to check issuance of identity cards to the foreigners :

(1) It has been made compulsory for the applicants to get their application forms attested by such authorised persons who are the residents of the same area so that their signatures could be verified from the office record.
(2) In addition to attestation two more residents of that area should verify forms of a single person.
(3) The application form of the residents of the Federally Administrated Tribal Areas should only be attested by the Political Agents.
(4) The District Registration officers have been advised to file cases under National Registration Act against such

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

attestors who are detected to have attested the fake particulars of an applicant. The identity cards are not prepared and issued to Afghan refugees by District Registration Offices as the applicants submit registration form to District Registration offices after completing all formalities for issuance of identity cards. Forged identity cards are prepared out of District Registration offices by some agencies not known to the Director General of Registration. There could be the following reasons of issuance of identity cards to foreign nationals:

Identity Cards are being printed with the resemblance of genuine blank identity cards or lost identity cards in their hands are forged. However, the investigation is going on and culprits would be given exemplary punishment in this regard.

جناب چیئرمین : شکریہ ! مولانا صاحب آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے ۔

مولانا کوثر نیازی : جناب چیئرمین ! وزیر صاحب نے کہا ہے کہ یہ baseless رپورٹ ہے مجھے افسوس ہے کہ میں نے یہ تحریک التوا مئی کے پہلے ہفتے میں دی تھی اور یہ معاملہ حکومت کے نوٹس میں یقیناً دو چار دن کے بعد آ گیا ہوگا۔ اگر یہ baseless رپورٹ تھی تو اس کے بارے میں ڈائریکٹر جنرل کو اس اخبار کے اندر کم از کم اس کی تردید شائع کرانی چاہیے تھی، کوئی بیان جاری کرنا چاہیے تھا اور نہیں تو اخبار کے خلاف جھوٹا بیان چھاپنے کی بنا پر کارروائی کرنی چاہیے تھی مگر ایسا نہیں ہوا۔ کسی کو اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ ایک بین الاقوامی اخبار کے ذریعے پاکستان کی بدنامی ہوئی ہے، اس سے ملک کا کیا نقصان ہوا ہے کیا اس سے کسی کو کوئی بحث نہیں ہے ؟

تاہم انہوں نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے، یہ اس وقت ارشاد فرماتے اگر اس پر بحث ہوتی تو زیادہ بہتر تھا۔ ابھی تو مرحلہ admisibility کا تھا اور انہوں نے سارے کوائف اس سے پہلے ہی بیان کر دیئے ہیں آپ نے بھی ان کو اس چیز کی اجازت عطا فرما دی۔ اب میں کیا عرض کروں بجز اس کے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : کہ اصرار نہیں کرتے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مداخلت)

مولانا کوثر نیازی : نہیں جناب ! میں تو چاہتا ہوں کہ آپ کے ہاتھوں ہی اس کی شہادت ہو۔

جناب چیئرمین : کیا کوئی اس کی contradiction آئی ہے ؟

جناب اقبال احمد خان : جناب اس مرحلے پر مجھے اس کا علم نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : اچھا صحیح ہے ۔

جناب اقبال احمد خان : لیکن میں .... (مداخلت)

جناب چیئرمین : میرے خیال میں پھر مزید تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔

جناب اقبال احمد خان : نہیں جناب والا ! میں تفصیل میں نہیں جا رہا ۔ مجھے محترم سینیٹر کا بہت ہی regard ہے اور یہ مسئلہ بہت ہی اہم ہے میں صرف آپکی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ انٹیریئر منسٹر صاحب ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں جب وہ ملک میں واپس تشریف لائیں گے تو میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ کسی دوسرے موقع پر اس ایڈجرنمنٹ موشن کے ذریعے سے نہیں بلکہ کسی دوسرے موقع پر اس معاملے پر اس ایوان میں گفت وشنید کا موقع فراہم کیا جائے کہ شناختی کارڈوں کے اجراء میں جو بدعنوانیاں پیدا ہوئی ہیں اس مسئلہ سے معزز اراکین ہمیں اپنے مشورے سے نوازیں تاکہ ان برائیوں کا خاتمہ کیا جا سکے ۔ میں محترم سینیٹر کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی واپسی پر اگر وہ اسی اجلاس کے دوران تشریف لائے یا اگلے اجلاس میں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلہ پر گفت وشنید کا موقع فراہم کیا جائے اور یہ موقع ضرور فراہم کیا جائے گا ۔ جس میں ہمیں اس مسئلہ پر قابو پانے کے لئے مفید تجاویز میسر آسکیں گی ۔

مولانا کوثر نیازی : میں خانصاحب کی اس یقین دہانی اور پیشکش کے بعد اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا ۔

جناب چیئرمین : انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ یہ تحریک اپنی موت ہی مر گئی ۔ اگلی تحریک نمبر ۲۴ میرداد خیل صاحب ۔

ADJOURNMENT MOTION ; *RE* : THE STRIKE BY CLERKS.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ روزنامہ " جسارت " کراچی میں مورخہ ۱۰ ارمئی ۱۹۸۶ء کو یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ وفاقی حکومت چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر کے سرکاری محکموں کے کلرک اپنے جائز مطالبات کی حمایت میں غیر معینہ مدت کے لئے قلم چھوڑ احتجاج اور

[Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel]

ہڑتال شروع کریں گے۔ مرکزی سیکرٹری جنرل اسحاق ساقی نے اسلام آباد میں مظاہرہ کرنے والے کلرکوں پر پولیس کے تشدد کی مذمت کی اور سُپر مارکیٹ میں پانی کی بندش کی بھی شدید مذمت کی جس سے وفاقی حکومت کے کلرکوں کے مکینوں کو شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ لہٰذا ان تمام کلرکوں کے جائز مسائل پر اور غریب محنت کشوں کے مسائل حل کرنے پر یہ ایوان غور کرے۔

Mr. Chairman : Is it being opposed ?

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Yes Sir, opposed.

جناب چیئرمین: میرداد خیل صاحب کیا آپ اس کی کچھ مزید وضاحت کرنا چاہیں گے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! حکومت وقت ہمیشہ یہی آواز اٹھاتی ہے کہ ہم عوام کے ووٹوں سے ہی برسرِ اقتدار آئے ہیں اور جب یہ برسر اقتدار آ گئے ہیں تو پھر انہی غریب عوام پر لاٹھی چارج کی جاتی ہے آنسو گیس پھینکی جاتی ہے اور اگر آنسو گیس ملک میں کم پڑ جائے تو باہر کے ملکوں سے سپیشل منگوائی جاتی ہے چاہے یہ سود پر ہو یا قرضہ حسنہ پر ہو۔ خواہ یہ وفد کی شکل میں جا کر منگوانی پڑے یعنی یہ ہر طرح سے منگواتے ہیں اور پھر انہی غریب عوام پر برساتے ہیں جبکہ ان کلرکوں اور غریب لوگوں کا یہی قصور ہے کہ وہ اپنے جائز مطالبات حل کرنے کے لئے حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں، میں جناب چاہتا ہوں کہ انہی غریب عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے کوشش کی جائے تاکہ یہ کیا جائے کہ اگر وہ اپنے جائز مطالبات پیش کریں اور آپ بجائے ان کو حل کرنے کے ان پر تشدد کریں۔ اس سے باز آ جانا چاہیے لہٰذا اس پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب اقبال احمد خان صاحب۔

Mr. Iqbal Ahmad Khan : Sir, I respectfully submit that on 8th May 1986 the Clerks from all over the country under the leadership of All Pakistan Clerks' Association assembled in Islamabad for holding a meeting with the Federal Finance Minister for redressel of their grievances. On the same day after meeting with the Finance Minister, they held a meeting at Super Market, Islamabad. After that the participants of the procession disbursed and left the city when at about 6.00 p.m. heavy rain showers *lashed* Islamabad. The Clerks' demonstration at Islamabad on the whole remained peaceful and

Police did not feel any necessity of imposing force on any occasion. Therefore, the alleged violence by Islamabad Police on Clerks is not correct. On the contrary the participants of the demonstration were cordially pursuaded by the Police force to keep away from the government offices, and diplomate enclaves.

As regards the consideration of the problems being faced by the Clerks, it is pointed out that the Provincial Chief Ministers have already set up committees to look into them. Reports of these committees are being referred also to the Federal Government for necessary consideration. The representatives of the Clerks Association met the Prime Minister on 2nd June 1986 and explained their demands. The Prime Minister assured them a sympathetic consideration of their demands. After this assurance the leaders of Clerks have called of the strike. In these circumstances there appears no need to discuss the matter in the House. Thank you Sir.

جناب چیئرمین : میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب چیئرمین ! ان کو خود یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ ملک گیر پیمانے پر چاروں صوبوں میں کلرکوں کی باقاعدہ ہڑتالیں ہوئی ہیں اور اپنے مسائل حل کرانے کے لئے انہوں نے ۱۵ ، ۱۶ دن سے زیادہ ہڑتالیں کیں اور یہی مسائل تھے اور اسی طرح تشدد کرتے کرتے یہ مسائل بڑھتے گئے ہیں اور بالآخر پھر پاکستان الیکشن کمیشن کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ چونکہ کلرکوں کی ہڑتالیں تھیں اور ایسے مسائل تھے تو لہٰذا اب ۳۱ جولائی تک میعاد بڑھائی جائے تو یہ انہوں نے باقاعدہ اعتراف کیا ہے۔ تو چاروں صوبوں میں یہ مسائل تھے اور یہ مسائل بھی ان کے پوری طرح حل نہیں ہوئے۔ لہٰذا یہ تشدد بھی ہوا اور اسی طرح بلوچستان میں بھی کئی ایک ہنگامے ہوئے ہیں ان پر وہاں بھی پولیس نے تشدد کیا ہے گرفتاریاں بھی ہوئی ہیں تو اس طرح سے یہ کیسے انحراف کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : جناب اقبال احمد خان صاحب۔

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! اگر صوبوں میں تشدد ہوئے ہیں تو وہ تو ہمارا سبجیکٹ ہی نہیں ہے ، صوبوں کا سبجیکٹ ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : آپ کے لاہور میں ہوئے ہیں جس صوبے سے آپ تشریف لائے ہیں۔

جناب اقبال احمد خان: میں وہی گذارش کر رہا ہوں کہ اگر صوبے میں ہوئے ہیں تو یہ صوبائی سبجیکٹ ہے اس کا اس ایوان سے تعلق نہیں ہے میں نے اسلام آباد کے حوالے سے جو وضاحت کی تھی وہ آپ کی خدمت میں پیش کی ہے لیکن آپ کو اس بات کا شاید علم ہے کہ حکومت نے مختلف سطحوں پر کمیٹیاں بنائی ہیں اگر مجھے آپ اجازت دیں تو فیڈرل لیول پر بھی ایک کمیٹی بنی ہے میں ان کے ناموں کا اعلان بھی آپ کی خدمت میں، اگر آپ کی اجازت ہو تو پیش کر سکتا ہوں کہ اس مسئلے پر فیصلہ کرنے کے لئے فیڈرل لیول پر بھی ایک کمیٹی بن گئی ہے اگر اجازت ہو تو میں اس ساری کمیٹی کی تفصیل پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب اقبال احمد خان: باقی رہا جہاں تک ان کا فرمان کہ الیکشن کمیشن کے متعلق ہے مجھے اس کا علم نہیں کہ انہوں نے کیا اعلان کیا ہے۔ لیکن الیکشن کمیشن نے ووٹرز کی فہرستوں کی تیاری کے لئے پارلیمنٹ کے اراکین کی خواہش کے مطابق کیا۔ چونکہ پارلیمنٹ سیشن میں تھی اس لئے یہ ضروری تھا کہ تاریخ میں توسیع کی جائے، ہم نے ریپریذنٹیشن کی تھی۔ اور انہوں نے ہماری استدعا کو قبول کیا اور اس بنا پر انہوں نے تاریخ میں توسیع کی۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! انہوں نے باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیا ہے انہوں نے خبر دی ہے کہ چونکہ یہ وجوہات تھیں اس لئے ہم ووٹرز کی فہرست کی تیاری کی میعاد مزید بڑھا رہے ہیں، انہوں نے دلیل دی ہے وہ وہاں اقبال احمد خان نہیں تھے وہ چیف الیکشن کمشنر کی طرف سے جواب تھا۔

جناب چیئرمین: جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے جناب میرداد خیل نے اس کا نوٹس اس وقت دیا تھا جب یہ ہڑتال شروع ہی نہیں ہوئی تھی اپنے ہی موشن میں وہ فرما رہے ہیں کہ سرکاری محکمے کے کلرک اپنے جائز مطالبات کی حمایت میں غیر معینہ مدت کے لئے قلم چھوڑ احتجاج اور ہڑتال شروع کریں گے وہ ہڑتال شروع بھی ہوئی۔ وہ ختم بھی ہوئی اور انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے کہ

crying over spilt milk

اس کا میرے خیال میں اردو ترجمہ شاید یہ ہوگا کہ وہ کھیت جس کا آپ رونا رو رہے ہیں وہ چڑیاں چگ گئی ہیں تو اب وہ معاملہ ختم ہو چکا ہے اس لئے میرے خیال میں اس مرحلے پر اور جو کچھ اس کے نتیجے میں ہو سکتا تھا وہ کمیٹیاں سیٹ اپ ہوئی ہیں جو ان کے

grievances کو دیکھیں گی اور وہ اگر مطمئن نہ ہوئے تو پھر آپ ضرور دوسری موشن لے آئیں۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! جو یقین دہانیاں حکومت نے کرائی ہیں ان یقین دہانیوں کے مطابق عمل بھی ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب میں آپ کو بہت مؤدبانہ عرض کروں گا کہ ہاؤس کو اور ایوان کو اپنے جو معزز ممبران ہیں۔ ان کو یہ نظر میں رکھنا چاہیے کہ ایوان کا کیا فریضہ ہے اور حکومت کا کیا ہے۔ اگر ایوان directly حکومت چلانا چاہتا ہے یہ آپ لوگوں کا کام ہے لیکن ہم صرف ایک مقننہ ہیں میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں یہ لیجسلیچر ہے، اگر انتظامی کام ہم اپنے ذمے لیتے ہیں تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا آپ تجزیہ کر رہے ہیں indirectly کہ حکومت ان سے یہ سمجھوتہ کرلے حکومت کیا کر سکتی ہے ایوان کی ایک کمیٹی مقرر کر سکتی ہے یا کچھ اور کر سکتی ہے لیکن حکومت کے خالصتاً انتظامی معاملات میں اس طرح کا دخل میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔ اگر کچھ نہیں ہوتا تو یہ ایوان کہیں گیا نہیں ہے۔ خدا کرے کہ ایسا دن نہ آئے لیکن اگر پھر ضرورت پڑے تو اور موشن آسکتی ہے۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! میں مؤدبانہ گذارش کروں گا کہ آپ رولنگ دینے سے پہلے اس بات کا لحاظ رکھیے کہ یہ ایوان کا فرض ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ حکومت کا اور انتظامیہ کا احتساب کرتا رہے۔

جناب چیئرمین: ضرور کرے۔ میں نے کبھی نہیں کہا کہ نہ کرے لیکن احتساب جب ہو چکا اور ایک نتیجے پر وہ پہنچے ہیں تو اس کے بعد پھر اس کا رونا صحیح نہیں ہے۔ رولڈ آؤٹ آف آرڈر۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: پانی کی بندش کی بات ہے۔ پانی کس نے بند کیا تھا وہ تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کے زمانے میں بند ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: کہاں پر پانی بند ہوا؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: یہ یہاں نہیں لکھا کہ سپر مارکیٹ میں پانی کی بندش کی بھی شدید مذمت کی۔ پانی بھی بند کر دیا گیا تاکہ تم باہر نہ نکلو۔

جناب چیئرمین: بہر حال کلرکوں نے پانی کے بند ہونے کے باوجود ان سے سمجھوتہ کیا کمیٹیاں منظور

[Mr. Chairman]

کرلیں اور ان سے بات چیت کے لئے تیار ہو گئے تو معاملہ ختم ہو گیا ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : بہر حال جیسے آپ کی مرضی ہے ۔

THE ENFORCEMENT OF SHARIA BILL, 1985

جناب چیئرمین : شکریہ ! بیشتر اس کے کہ ایجنڈے پر جو آئیٹم ہے ۔

Further consideration of the following motion moved by Qazi Abdul Latif and Maulana Samiul Haq on the 6th July 1986 :

> "That the Bill to enforce Sharia in the country [The Enforcement of Sharia Bill, 1985], be taken into consideration."

اس کی پہلی ریڈنگ ابھی جاری تھی لیکن پیشتر اس کے کہ ہم وہ بحث جاری کریں میں ایک development سے ایوان کو مطلع کرنا چاہوں گا ۔ صدر صاحب نے ۸ جون کو شریعت بل کو جس شکل میں وہ سینٹ میں انٹروڈیوس ہوا تھا اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کیا اور ان کو یہ ہدایت کی ۔

> "I would like the Council of Islamic Ideology to review the Bill in the light of the Holy Quran and the Sunnah, make their observations, formulate their recommendations and send these to the Chairman of the Senate under intimation to me. If necessary the Council may incorporate its proposal in the Bill itself and also send it in its revised form to the Chairman Senate, with a copy to me."

اس کی تعمیل میں چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل نے مجھے یہ خط بھیجا ہے جو میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں

> "The President was pleased to refer to the Council the Sharia Bill moved in the Senate with a copy of the Bill for its examination and review from the point of view of legal drafting

and more so of its contents on the basis of there being in consonance with the provision of the Quran and Sunnah.

The Council of Islamic Ideology in compliance of its obligations under Article 229 of the Constitution considered the Bill in its meetings held on 24th, 25th and 26th June 1986 and on 6th and 7th July 1986. The Council examined the Sharia Bill as originally moved in the Senate by its movers *i.e.* Qazi Abdul Latif and Maulana Samiul Haq. Besides that the Council kept in view as well the report of the Select Committee of the Senate. The Council formulated its recommendation and revised the Sharia Bill by incorporating its proposals in the Bill itself. The Council has also pointed out in its report the relevant articles of the Constitution, amendments whereof are inevitable to effectuate the provisions of the Sharia Bill."

One of the members of the Council, namely, Allama Talib Jauhari gave a note of dissent on the 25th June 1986 appended herewith.

The Council finalised its report on the 7th July 1986 unanimously.

جو کونسل کی رپورٹ ہے وہ ہمارے پاس پہنچ چکی ہے۔ لیکن رولز کے تحت چیئرمین کا اور کوئی role نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہاؤس کو اطلاع دے دے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ رپورٹ submit کی ہے باقی اب حکومت کا کام ہے کہ وہ اس رپورٹ سے کیا سلوک کرتی ہے تو میں نے آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دیا اور رپورٹ جو اسلامی نظریاتی کونسل نے submit کی ہے اس کی کاپی حکومت کے پاس موجود ہے اور یہ اب اقبال احمد خان صاحب بتائیں گے کہ وہ اسکو کیسے treat کرنا چاہتے ہیں۔

Mr. Ahmad Mian Soomro : Can we get a copy of it ?

Mr. Chairman : According to the rules, the report should be laid on the Table of the House. The members would get a copy automatically. It is not for the Chair to place copies on the Table. It is for the Government to place those copies on the Table according to the rules.

جناب حسن اے شیخ: جناب والا ! آپ سے دریافت کروں گا کہ کون سے رول کے تحت آپ نے جو ابھی ارشادات فرمائے اور وہ رپورٹ جو کہ ہمارے ذریعے نہیں گئی تھی۔ اس رپورٹ کو یہاں پیش کیا۔ ذرا آپ مجھے برائے مہربانی فرمادیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ اس کو ذرا repeat کریں کہ میں سمجھ جاؤں کہ آپ کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں۔

Mr. Hasan A. Shaikh : Sir, I was going to ask you under which rule of the Rules of Procedure you have been able to make these observations incorporating the Report of the Islamic Ideology Council ?

Mr. Chairman : I have not incorporated the report but I think the Chairman has every right to inform the House of the developments that take place. Here was a reference made to the Council of Islamic Ideology by the President of the country.

Mr. Hasan A. Shaikh : Not by the Chairman, Sir.

Mr. Chairman : By the President of the country with instructions that they should submit their report to the Chairman of the Senate. Now what is the Chairman supposed to do with that report ?

Mr. Hasan A Shaikh : Is there any rule in our Rules of Procedure which permits the President to make a direct reference to the Ideology Council.

Mr. Chairman : That certainly the President can do under Article 229, the President has the right to refer actually the question of this type a proposed law to the Council of Islamic Ideology, there is no doubt about that. I will read it out to you if you like :—

> "The President or the Governor of a Province may, or if two-fifths of its total membership so requires, a House or a Provincial Assembly shall, refer to the Islamic Council for advice any question as to whether a proposed law is or is not repugnant to the Injunctions of Islam."

This is what the President has done.

Mr. Hasan A. Shaikh : Then Sir, it has to be circulated to the members, then only it can be considered.

Mr. Chairman : Well, this is what I am submitting to you, it is up to the House and to the Government to decide what to do with the report of the Council of Islamic Ideology. I only wanted to bring the fact to your notice that this development has taken place, the President using his right under the Constitution has referred to this particular question to the Council of Islamic Ideology. The Council of Islamic Ideology has submitted a report to me with the letter which I have read out. Now from that stage onwards it is upto the Government or upto this House to decide what to do with that report.

Mr. Hasan A. Shaikh : You Sir, should take an initiative, I think you have presented the report.

Mr. Chairman : I have not presented the report.

Mr. Hasan A. Shaikh: You have not presented the report but you have given us all the details, how the report has come to you. Now, whatever has come to you may be circulated to the members.

Mr. Chairman : This is for the Government and for you gentlemen if you pass a resolution that report be circulated to the members, I will do it straightaway. Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ نے آرٹیکل ۲۲۹ بہت صحیح فرمایا ہے۔ میں چاہوں گا کہ آرٹیکل ۲۳۰ بھی آپ دیکھ لیں، اس لئے کہ جہاں تک اسلامک آئیڈیالوجی کونسل سے request کرنے کا تعلق ہے اسے کرنے کی ایجنسیز چار ہیں پریذیڈنٹ، گورنر، پارلیمنٹ پراونشل اسمبلی لیکن receive کا جو ہے وہ آپ ملاحظہ فرمائیں۔

The functions of the Islamic Council shall be—
"to make recommendations to [Majlis-e-Shoora (Parliament)] and the Provincial Assemblies".

[Prof. Khurshid Ahmed]

تو دراصل آپ ہی کے پاس آنا چاہیے تھا اور پریذیڈنٹ نے یہی کہا ہے کہ ڈائریکٹ رپورٹ چیئرمن کو بھیجو اور کاپی مجھے بھیجو، آپ کے پاس آنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کو ہاؤس میں آنا چاہیے اور وہ بھی بہت کلیئر ہے۔

(a) "To make recommendations to [Majlis-e-Shoora (Parliament)] and the Provincial Assemblies as to the ways and means of enabling and encouraging the Muslims of Pakistan so and So".

(b) "To advise a House, a Provincial Assembly etc."

اور پھر آخر میں اس کا آرٹیکل ۲۳۴ جو ہے۔

"The Islamic Council shall submit its final report within seven years. The report, whether interim or final, shall be laid for discussion before both Houses and each Provincial Assembly within six months of its receipt",

اس کے معنی یہ ہیں کہ جب یہ رپورٹ آپ کے پاس آگئی ہے تو اس کا نیچرل جو مقام ہے وہ یہ ہاؤس ہے اسے ہاؤس کے سامنے آنا چاہیے اور پھر ہاؤس فطری طور پر زیر غور بل کو اس کی روشنی میں اس پر بحث کرے۔

جناب چیئرمین: جہاں تک آپ کا فرمانا ہے وہ اپنی جگہ پر صحیح ہے لیکن ایک فرق میں اس میں کرتا ہوں، جنرل ڈیوٹی اسلامک آئیڈیالوجی آف کونسل کی یہی ہے وہ اس ہاؤس کو یا پارلیمنٹ کو اپنی رپورٹ پیش کرے یا وہ سفارشات پیش کرے۔

To encourage the Muslims of Pakistan to order their lives individually and collectively in all respects in accordance with the principles etc.

دوسرا ہے۔

"To advise a House, Provincial Assembly, the President or a Governor on any question referred to the Council whether a proposed law is or is not repugnant to the Injunctions of Islam".

اب کہ جو ایڈوائس آئی ہے وہ زیادہ تر ۲۳۰ (بی) کے نیچے آتی ہے۔ ۲۳۰ (بی) کے نیچے، نہ کہ ۲۳۰ (اے) کے نیچے، اس کا جہاں تک further تعلق ہے کہ وہ کیا ہے۔ وہ آپ ۲۳۰ (۲) پڑھیں۔

> "When, under Article 229, a question is referred by a House, a Provincial Assembly, the President or a Governor to the Islamic Council, the Council shall, within fifteen days thereof, inform the House, the Assembly, the President or the Governor, as the case may be, of the period within which the Council expects to be able to furnish that advice."

یہ بھی انہوں نے کر دیا تھا۔

and within this period they have furnished the advice also, but unfortunately from there onwards, the Constitution is silent, what to do with that advice as proper procedure is concerned and this is the point.

پروفیسر خورشید احمد: میری درخواست یہ ہے کہ اگر ۲۳۰ (۴) آپ اس کے ساتھ ملا لیں جس میں interim کی گنجائش بھی ہے۔ whether interim or final

Mr. Chairman: That is actually the report in general to enable the Muslims of this countary to order their lives according to Islam etc. It does not refer to an individual piece of advice.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, I was submitting that it is inherent in this submission of report by the Council of Islamic Ideology-'that it should be considered by the House. Now, it is up to the House what weight they are going to give to that report, to what extent they are going to accept it and cooperate in the legislation and to what extent they will not cooperate and, therefore, the receipt of the report has to be circulated to the members so that they know what the Council has said on this issue, otherwise, it could become a meaningless exercise, if the members do not know what the report is on a particular point. So, I would say Sir, it is inherent in the reference under Article 229 and then the submission of the report by the Council for consideration of the House that the report should be circulated and the members should be made aware of what the report is.

Mr. Chairman : My difficulty is that the report is there. This is why, I wanted to bring it to your notice that you should be aware of the existence of this report. But this House can not discuss any paper unless it is laid on the Table of the House and that laying on the Table of the House is the function of the Government and when the Council of Islamic Ideology has submitted its report to the President. The President in this matter has to act on the advice of the Government which means that the submission of the report technically or in the name of the President means that the report has been submitted to the Government and it is the function or the duty of the Government to lay it on the Table of House for the information of the members. Once that is done somebody can then move a motion that this report should be taken into consideration.

پروفیسر خورشید احمد: مسٹر چیئرمین : اگر آپ پریذیڈنٹ کا خط پڑھیں ، چیئرمین اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کے نام جس میں پریذیڈنٹ یہ کہہ رہا ہے کہ وہ غور کر کے رپورٹ چیئرمین (سینٹ) کو بھیجیں اور کاپی مجھے .... (مداخلت)

جناب چیئرمین: مجھے بھی .... (مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: ہاں مجھے بھی کاپی بھیجیں ، اس کے معنی ہیں کہ بات بالکل کلیئر ہے ۔

That it is now being sent to you to place it before the House.

Mr. Chairman : Unfortunately, it is not the function of the Chair to place it before the House. It may be a mere technicality but I am trying to interpret the correct rule for it. The President—he as the Government could have said that it should be then laid on the Table of the House.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, in a matter in which they have no regular procedure, the Chairman has been empowered to rule on a particular matter and I think in the circumstances of this case where the members should consider the report, you should direct that the report be circulated.

Mr. Chairman: We can have resort to that also but after, I think, exhausting the other avenues the report has been submitted,

according to my reading, to the Government and here is the Government, let them say some-thing about the report, whether they want to place it before the House or they don't.

جناب چیئرمین: جناب اقبال احمد خان صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: کچھ تو کہیے کہ لوگ کہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آج غالب غزل سرا نہ ہوا۔

جناب اقبال احمد خان۔ گزارش یہ ہے میری رائے میں یہ مسئلہ اتنا سمپل نہیں ہے جس طریقے سے یہاں اظہار خیال کیا گیا اور اس مسئلے پر جب ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا تو مستقبل کا بھی سوچنا ہوگا کہ کونسی انٹرپریٹیشن ہم اس آئین کی کر رہے ہیں اور مستقبل میں اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ جناب والا! آرٹیکل ۲۲۹ اس امر کے سلسلے میں ہے کہ اسلامی کونسل کو ریفرنس کس طریقے سے ہو آپ کی اجازت سے میں وہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں آرٹیکل ۲۲۹ میں لکھا ہے۔

> "The president or the Governor of a Province may, or if two-fifths of its total membership so requires, a House or a provincial Assembly shall, refer to the Islamic Council for advice any question as to whether a proposed law is or is not repugnant to the Injunctions of Islam."

اب جناب والا! اس آئین کے اندر لیجسلیشن کے تین طریقے ہیں ایک طریقہ ہے کہ پریذیڈنٹ صاحب کو یا گورنر صاحب کو اس اسمبلی کے بغیر یعنی جب اسمبلی سیشن میں نہ ہو آرڈی نینس کے ذریعے سے قانون نافذ کرنے کا اختیار ہے۔

دوسرا طریقہ اسمبلیوں کے ذریعے سے بل کی شکل میں ہے۔ صوبائی یا مرکزی اسمبلی یا سینیٹ کے سامنے کوئی بل پیش ہو۔ اب اگر ان دونوں طریقوں کو دیکھا جائے تو اگر صدر مملکت یا صوبے کے گورنر جب اسمبلی سیشن میں نہ ہو۔ کوئی آرڈی نینس جاری کرنا چاہیں اور اس سلسلے میں نظریاتی کونسل کی کوئی ایڈوائس لینا چاہیں تو نظریاتی کونسل کو ریفر کر سکتے ہیں کہ اس مسئلے پر مجھے اپنی رائے دیں اور ان کی رائے حاصل کرنے کے بعد فیصلہ کر سکتے ہیں دوسری شکل میں اگر کوئی قانون اسمبلی کے زیر بحث ہو بل اور اسمبلی کے اندر ۲/۵ ممبران اس بات

کا خیال کریں کہ یہ بل یا ان کی کوئی Provision اسلامی Injunction کے خلاف ہو تو وہ کونسل کی رائے لینے کے لئے انہیں refer کر سکتے ہیں۔

اب جناب دیکھنا یہ ہے یہ جو بل اس وقت ایوان کے زیر غور رکھا ہے کیا یہ کلاز نمبر ۲۲۹ میں fall کرتا ہے کیا اس اسمبلی نے ۲/۵ کی تعداد میں یہ فیصلہ کیا کہ کونسل کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور وہ اپنی رائے دے۔ یا یہ کہ یہ بل جناب صدر مملکت کے زیر غور تھا اور انہوں نے اس کا فیصلہ کرنا تھا اور اپنے مشورے کے لئے انہوں نے کونسل کو بھیجا۔ ان دونوں صورتوں میں میری ناقص رائے میں ایسا کوئی مسئلہ صدر مملکت کے پاس زیر غور نہیں تھا۔ بلکہ یہ اس ایوان کے زیر غور تھا اور اگر اس بل پر کوئی رائے لینی تھی تو اس کا طرف یہی ایک طریقہ ہو سکتا تھا کہ اس ایوان سے ایک موشن ہوتی۔ آرٹیکل ۲۲۹ کے تحت یا جو ہمارے رولز آف پروسیجرز میں اس کا طریقہ دیا گیا ہے اور یہ کونسل کو ریفر ہوتی اور پھر وہاں سے رائے آتی تو وہ اس ایوان میں پیش ہو کر discuss ہوتی لیکن یہاں میری ناقص رائے میں ایسی صورت حال نہیں تھی کہ اس بنا پر اگر یہاں رپورٹ آئے تو اسکو کسی طریقے سے discuss کیا جائے۔

اب جناب آرٹیکل نمبر ۲۳۰ کا حوالہ دیا گیا ہے کہ اس میں کیا صورت حال ہے۔ میں یہ گزارشات اپنی حتمی رائے کے ساتھ نہیں آپ کی اور اس معزز ایوان کے اراکین سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے عرض کر رہا ہوں تا کہ ہم فیصلہ کر سکیں کہ اس رپورٹ کو انجام کار ہم کس طریقے سے discuss کر سکتے ہیں۔

اب جناب آرٹیکل نمبر ۲۳۰ میں یہ لکھا ہے کہ اس کونسل کے اختیارات یا فنکشنز کیا ہوں گے۔ کیا ان فنکشنز کے اندر یہ رپورٹ آتی ہے۔

230(a) To make recommendations to Majlis-e-Shoora (Parliament) and the Provincial Assemblies as to the ways and means to enabling and encouraging the Muslims of Pakistan to order their lives individually and collectively in all respects in accordance with the principles and concepts of Islam as enunciated in the Holy Quran and Sunnah.

اب جناب یہ ایک function ہے اسلامی کونسل کا اور اس "(a)" کے ساتھ اس رپورٹ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(b) to advise the House, a Provincial Assembly, the President or a Governor on any question referred to the Council as to whether a proposed law is or is not repugnant to the Injunctions of Islam.

اس رپورٹ کے سلسلے میں یہ دوسرا مسئلہ ہو سکتا ہے ان کو کوئی Proposed laws بھیجا جائے لیکن اس میں پھر وہی صورتحال درپیش ہوگی۔ جو میں نے آرٹیکل ۲۲۹ کے حوالے سے بیان کی ہے کہ اس اسمبلی نے کبھی بھی اس قانون کو یا اسی بل کو نظریاتی کونسل کو نہیں بھیجا اور یہ قانون نہ تو صدر صاحب کے زیر غور تھا اور نہ یہ قانون کسی صوبائی گورنر کے زیر غور تھا۔ کہ انہیں اس کی ایڈوائس کی ضرورت پڑتی۔ اس لئے آئینی طور پر جب یہ قانون سازی یہاں ہو رہی ہے اس ہاؤس کے علاوہ کوئی دوسرا ادارہ اس قانون کو نظریاتی کونسل کو ریفر نہیں کر سکتا۔ ان کی رائے لینے کے لئے جو رائے اس ایوان کے اندر اس قانون کے حوالے سے زیر غور آسکے تو اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ شق "(b)" میں بھی نہیں آتا اور شق "(c)" میں جناب یہ ہے۔

"(c) to make recommendations as to the measures for bringing existing laws into conformity with the Injunctions of Islam and the stages by which such measures should be brought into effect."

یہ چیز اس رپورٹ کو deal نہیں کرتی۔

(d) to compile in a suitable form, for the guidance of Majlis-e-Shoora (Parliament) and the Provincial Assemblies, such Injunctions of Islam as can be given legislative effect.

اب جناب اس کی کلاز نمبر۲ یہ کہتی ہے کہ

(2) : When, under Article 229 a question is referred by a House, a Provincial Assembly, the President or a Governor to the Islamic Council, the Council shall, within fifteen days thereof, inform the House, the Assembly, the President or the Governor, as the case may be, of the period within which the Council expects to be able to furnish that advice.

[Mr. Iqbal Ahmed Khan]

اب یہ صورت جناب یہاں اس لئے نہیں ہے کہ اس ہاؤس نے تو بھیجا نہیں ہے لہٰذا کونسل کی رپورٹ اس ہاؤس میں آنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا صدر صاحب نے بھیجا ہے اس کے متعلق کہ ان کی رائے کیا تھی وہ میں اسی سلسلے میں نہیں عرض کر سکتا یہ کونسل والے رپورٹ صدر صاحب کو بھی بھیج سکتے ہیں آیا صدر صاحب کو جو رپورٹ بھیجی ہے وہ اس ایوان میں زیر غور آسکتی ہے یا نہیں آسکتی، میری ناقص رائے میں ان Provisions کے تحت وہ رپورٹ اس لیجیلیشن کے حوالے سے اس ایوان میں اس سطح پر زیر غور نہیں آسکتی۔ اب اس کے آگے کلاز نمبر ۴ کا حوالہ دیا گیا ہے کہ رپورٹیں یہاں زیر غور آئیں گی۔

(4) : The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment, and shall submit an annual interim report. The report, whether interim or final, shall be laid for discussion before both Houses......."

اس میں کوئی اور انٹرم رپورٹ کا سوال نہیں ہے اب اس میں صورت حال یہ ہے کہ ایک مسئلہ کونسل کے زیر غور آگیا اب اس میں ,(a) (c) اور (d) یہ تین ذیلی شقات آرٹیکل ۲۳۰ کلازوں کی ہیں جس میں کونسل بغیر کسی reference کے خود غور و فکر کر سکتی ہے اور اس غور و فکر کے بعد وہ اپنی کچھ سفارشات یا اپنی رائے مرتب کر سکتی ہے اس رائے کو انہوں نے ہر سال حکومت کو بھیجنا ہے اور جو سالانہ رپورٹ میں جن مسائل کے متعلق بھی انہوں نے اظہار خیال فرمایا ہوگا اس ایوان کے اندر پیش ہو گی اس کے علاوہ یہ کہیں نہیں لکھا ہوا نہ ہی اس آئین کا منشا ہے نہ اس کلاز میں یہ دیا ہوا ہے کہ جب بھی وہ چاہیں ایک رپورٹ بھیج دیں اور ہم اس پر غور شروع کر دیں۔ سال کے بعد وہ رپورٹ بھیجیں گے اور سال میں انہوں نے جتنے معاملات پر غور کیا ہو گا وہ انٹرم رپورٹ کی شکل میں آئے گا اور اس پر یہ ایوان غور و فکر کرے گا اور ان کی سفارشات کے متعلق اپنی رائے قائم کرے گا اگر اس کے مطابق کوئی قانون بنانا ہو گا کوئی پالیسی مرتب کرنا ہو گی یا کسی قانون کے اندر کوئی ترمیم کی ضرورت ہو گی تو وہ اس کے مطابق کی جائے گی اور سات سال کے عرصے میں ان کی فائنل رپورٹ آئے گی جس پر finally یہ ایوان بحث کرے گا۔

جناب والا! آپ کے علم میں ہے کہ ان کی رپورٹیں اس وقت زیر بحث ہیں اس پر مکمل بحث ہم پچھلے اجلاس میں نہیں کر سکے۔ اس لحاظ سے میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ جس رپورٹ

[Mr. Ahmed Mian Soomro]

intention is because the President has to act on the advice of the Government, in this matter and therefore, as you rightly pointed out Sir, that it is the Government which has got this report and the only alternative for the Government, since this House is considering that Bill is to place that report on the Table of this House so that the House can have the benefit of the advice of the Council of Islamic Ideology and with that advice in view we could proceed further with the legislation with which we are dealing. If we do not take that interpretation of it, as I said Sir, we would be leading absurdity. They have been asked to make a report and they have made a report. It has come to the Government and a copy has been passed on to you as you rightly said that it was not for you to lay it on the Table of the House but for the Government. So, after that if the government just sits quiet and we go on considering the Bill and later on feel that the Council has found that there is something wrong with the Bill then where are we led to. Obviously this cannot be the intention of the legislature and therefore, we would have to interpret this that this report having come and this Bill being under consideration, the Government must lay the report on the Table of this House. Give us time to consider it and then deal with the Bill as the House deems fit, Sir.

جناب چیئرمین: شکریہ جناب قاضی حسین احمد صاحب

قاضی حسین احمد: جناب والا! میں احمد میاں سومرو صاحب سے اتفاق کرتا ہوں۔ انہوں نے کچھ بات وہ کہہ دی ہے جو میں کہنا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میں جناب اقبال احمد خان کو اس طرف متوجہ کروں گا کہ پریذیڈنٹ نے اپنے اختیار کے تحت وہ بل جو اس وقت ایوان کے زیر غور تھا، وقت کی ضرورت کے پیش نظر اور ان حالات کے پیش نظر اور اس بل کی اہمیت کے پیش نظر اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیج دیا۔ اقبال احمد خان صاحب کہتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل یہ رپورٹ پریذیڈنٹ کو بھیجی یا گورنمنٹ کو بھیجی۔ لیکن پریذیڈنٹ نے واضح طور پر اسلامی نظریاتی کونسل کو یہ ہدایت کی ہے کہ اس کی ایک کاپی چیئرمین (سینیٹ) کے پاس بھیج دے۔ چیئرمین کے پاس بھیجنے کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ ایوان کے ممبروں کے پاس بھیج دی جائے۔ صرف گورنمنٹ کے پاس نہیں ہے ایوان کے چیئرمین کے پاس بھی یہ بل موجود ہے اور اسی لئے چیئرمین کا فرض تھا کہ وہ ایوان کو اسکے بارے میں مطلع کر دے۔ یا تو اقبال احمد خان صاحب یہ کہہ دیں کہ چیئرمین

کو بھیجنے کی ہدایت دے کر پریذیڈنٹ نے کوئی غیر آئینی کام کیا ہے۔ اور یہ بل بھیج کر پریذیڈنٹ نے آئین کے خلاف ایک عمل کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر وہ یہ نہیں کہتے۔ اور یہ کہتے ہیں ان کو کچھ تردد ہے تو پریذیڈنٹ نے چیئرمین کے پاس بھیجا ہے اور چیئرمین کے پاس بھیجنے کا مطلب یہی ہے کہ وہ رپورٹ ایوان کے اراکین میں سرکولیٹ کر دی جائے۔ جناب وزیر انصاف نے یہ نقطہ اٹھایا ہے کہ چونکہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ انٹیرم رپورٹ ہو یا ان کی مکمل رپورٹ ہو اسے حکومت ایوان میں پیش کرنے کی پابند ہے اس لئے اس وقت یہ رپورٹ پیش ہوگی میں ان سے یہ استدعا بھی کروں گا جیسا کہ احمد میاں سومرو صاحب نے کہا ہے ایک بل ہمارے زیر غور ہے یہی موقع ہے کہ ہمیں اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے رہنمائی ملے۔ اس بل کے ہاتھ سے نکلنے کے بعد اور اس بل پر رائے زنی ہونے کے بعد اس میں ترمیمات پیش ہونے کے بعد اس ایوان سے پاس ہونے، ریجکٹ ہو جانے کے بعد وہ رہنمائی ہمارے لئے مفید بھی نہیں رہے گی۔ اس لئے حکومت کا فرض ہے کہ وہ بجائے اس کے کہ وہ قواعد و ضوابط کی آڑ لے وہ اس مرحلے پر اس بل کی اہمیت کے پیش نظر اور اسلامی نظریاتی کونسل کی راہنمائی کی اہمیت کے پیش نظر اس مسئلے کو اس طرح حل کر دے کہ وہ خود اس کو ایوان کے اراکین میں تقسیم کر دے تاکہ یہ مسئلہ بغیر کسی مزید بحث کے حل ہو سکے۔

جناب چیئرمین: جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب محترم احمد میاں سومرو صاحب نے بڑا اہم نکتہ پیش کیا ہے اور وہ یہی ہے کہ قانون کی تعبیر قانون کے مقاصد سامنے رکھ کر کی جاتی ہے۔ اگر ہم قانون کے الفاظ پر جائیں تو یہ ۱۹۷۳ء کا دستور ہے اور ابھی وزیر عدل و انصاف نے آرٹیکل ۲۳۰ (۴) کو پڑھا ہے اس میں یہ کہا گیا ہے

> Islamic Idealogy Council shall submit its final report within seven years of its appointment and shall submit an annual interim report.

اس کا معنی یہ ہے کہ گویا کہ سات سال کے بعد اب یہ سالانہ رپورٹ ختم ہو گئی۔ یہ سات سال گزر چکے ہیں۔ اگر ہم اس قسم کی لفظی تعبیر کریں گے تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ مقصد کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل، صدر کی، گورنر کی صوبائی اسمبلی کی مرکزی پارلیمنٹ کی رہنمائی کرے اور بروقت کرے۔ اس وقت یہ بل یہاں زیر غور

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہے اور نظریاتی کونسل کی رپورٹ کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ رہنمائی کرے اس ہاؤس کی اور ہم آخری نتیجے پر پہنچنے سے پہلے اس کی رائے تو حاصل کریں۔ بلاشبہ اگر ہم الفاظ پر جائیں تو بہت سے نکتے اٹھائے جا سکتے ہیں۔ لیکن میں آپ کی توجہ دستور کے آرٹیکل ۵۶ (۲) کی طرف مبذول کراؤں گا جس میں یہ بات بھی کہی گئی ہے۔

"The President may send messages to either House whether with respect to a Bill then pending in the Majlis-e-Shoora (Parliament) or otherwise, and a House to which any message is so sent shall with all convenient despatch consider any matter required by the message to be taken into consideration."

بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ صدر صاحب نے کسی خاص آرٹیکل کا حوالہ نہیں دیا۔ میں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ملک ایک نازک دور سے گذر رہا ہے ایک بل زیر غور ہے ملک میں چودہ لاکھ افراد نے اس پر رائے دی ہے۔ جلوس نکل رہے ہیں جلسے ہو رہے ہیں تقریباً ۲½ لاکھ مساجد سے اس پر ہر جمعے تقاریر ہو رہی ہیں یعنی اگر آپ الفاظ اور قواعد و ضوابط کا سہارا لے کر اسے مزید مؤخر کریں گے تو اچھا نہیں ہے صدر صاحب نے غالباً اسی کے پیش نظر نظریاتی کونسل کو دعوت دی کہ وہ بل کا معائنہ کرے۔ اس نے اپنی رپورٹ فوراً پیش کر دی اور صدر صاحب نے اپنی ہدایت میں یہ بات کہی کہ اصل رپورٹ چیئرمین کو بھیجو اور مجھے کاپی بھیجو۔ دوسرے الفاظ میں روح کے اعتبار سے پریذیڈنٹ نے ایک میسج اس ہاؤس کو بھیج دیا ہے اور اس میسج کا جو نظریہ بنا ہے وہ اسلامی نظریاتی کونسل ہے میں مانتا ہوں کہ خاص آرٹیکل کا حوالہ نہیں دیا گیا لیکن ہمیں اس کی روح پر جانا ہے۔ الفاظ پر نہیں اور اس پہلو سے جو بات نظریاتی کونسل نے کہی ہے ہمیں اس کو فی الفور زیر غور لانا چاہیے اور اس کی روشنی میں اس بل کو اگر اس میں کسی ترمیم کی ضرورت ہے تو ترمیم کر کے جلد از جلد منظور کرنا چاہیے۔ اس میں حکومت اور مجوزین کو ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ میں شروع سے کہہ رہا ہوں کہ افہام و تفہیم کے ذریعے، قرآن و سنت سے وفاداری کے ذریعے یہ کام کیجئے گا۔ تو پھر یہ دستور آپ کی معاونت کرے گا۔ ورنہ ہم نے اگر اڑنگے لگانے کا راستہ اختیار کیا تو پھر دستور اور قواعد میں سے بہت سی ایسی چیزیں نکالی جا سکتی ہیں جن سے معاملات کو مزید تعویق میں ڈالا جا سکتا ہے۔ جو صحیح حکمت عملی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا کوثر نیازی صاحب۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا : میں خان اقبال احمد خان کی فراست قانونی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے صدر صاحب کے ایک اقدام کے باوجود اپنی صحیح رائے ایوان کے سامنے پیش کی ہے۔

جناب چیئرمین ! جہاں تک اسلامی نظریاتی کونسل کو کوئی مسئلہ ریفر کرنے کا تعلق ہے اس بل کے سلسلے میں وہ وقت گزر چکا ہے وہ وقت تب تھا جب یہ بل یہاں انٹروڈیوس ہوا تھا اور اس وقت اعتراض کیا جاتا کہ یہ injunctions of Islam کے منافی ہے اور پھر ۵/۲ ممبر شپ اس کے حق میں ہوتی تو اسے پھر اسلامک کونسل آف آئیڈیالوجی کے پاس ریفر کیا جا سکتا تھا اور جب یہ رپورٹ ہمارے سامنے آجاتی پھر اسے ایوان کی ٹیبل پر رکھا جا سکتا تھا۔ لیکن وہ مرحلہ گزارنے کے بعد ہم نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔ یعنی ہم نے بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجا۔ پھر اسے تشہیر کے لئے بھیجا۔ یہ سارے مراحل گزرنے کے بعد اس کی فرسٹ ریڈنگ شروع ہوئی۔ اب کوئی مرحلہ نہیں ہے کہ اسلامک کونسل اس پہ اپنی کوئی رائے دے اگر وہ اپنی رائے دیتی ہے تو یہ ایک اکیڈیمک ایکسرسائز ہے اس کی کوئی آئینی حیثیت نہیں ہے اور اس وقت اگر آپ اس مداخلت کو یہاں گوارا کریں گے تو ایک غلط نظیر قائم ہو گی۔ جہاں تک صدر صاحب کے اس اقدام کا تعلق ہے اس کی حیثیت بھی ایک اکیڈمک ایکسرسائز کی ہے ان کا یہ کام نہیں تھا کہ وہ اس ایوان کے کام میں مداخلت کرتے۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میں صدر صاحب کے اقدام کو اس ایوان کے کام میں مداخلت کہہ رہا ہوں اس لئے کہ ابھی یہ مسئلہ ان کے سامنے آیا ہی نہ تھا ان کے پاس کسی نے ریفر ہی نہیں کیا تھا کہ وہ اسے کونسل کو ریفر کرتے انہوں نے ایک ایسے مسئلے کو جو اس ایوان میں زیر غور تھا اور یہ اس ایوان کے اراکین کا فرض تھا کہ وہ اس کے بارے میں فیصلہ کریں بلکہ انہوں نے ایوان کے فیصلے سے قبل ہی بالا بالا، بغیر کسی آئینی ضرورت کے اور بغیر کسی آئینی جواز کے، اگر اسے اسلامی کونسل کے پاس بھیجا ہے تو اسے اپنی شخصی حیثیت سے بھیجا ہے ضیاالحق کی حیثیت سے بھیجا ہے۔ صدر پاکستان کی حیثیت سے اسے وہاں بھیجنے کا وہ کوئی جواز نہیں رکھتے اور اگر انہوں نے اسے شخصی حیثیت سے بھیجا ہے تو پھر وہ اسے اخبارات میں چھپواتے، وہ اسے ایک کتابچے کی شکل میں چھپوا کر اراکین میں بٹوا دیں۔ یہ اس کا استعمال ہو سکتا ہے کہ اگر اراکین فائدہ اٹھانا چاہیں تو اٹھائیں لیکن اسے اس ایوان کی کارروائی کا جزو بنا کر اراکین میں

کی کاپی آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہے وہ رپورٹ کس حوالے سے اس ایوان کے زیر غور آئے گی نہ تو اس ایوان نے اس حوالے سے ریفر کیا ہے اور نہ اس سلسلے میں اس ایوان کو وہ آئی ہے۔ صدر مملکت نے اگر بھیجی ہے تو اس کی کاپی صدر مملکت کے پاس گئی ہو گی انہوں نے اگر آپ کی خدمت میں بھیج دی ہے تو آپ بھی اس پر غور کر سکتے ہیں لیکن ان آئینی پروویژنز کے بعد میں آپ کی بھی guidance چاہوں گا اور یہاں مجھ سے بہتر وکلاء صاحبان تشریف فرما ہیں۔ میں ان کی رہنمائی چاہوں گا۔ کیا اس قسم کے ذریعے سے بھیجی گئی

Reference to the council

کیا اس موجودہ قانون کے حوالے سے زیر بحث آ سکتی ہے اور اگر اس پر بحث نہیں کر سکتے پھر جناب والا! یہ اس رپورٹ کا حصہ بنے گی جو وہ سالانہ رپورٹ دیں گے اور جب وہ باضابطہ رپورٹ اس ایوان کے سامنے آئے گی تو پھر اس مرحلے پہ اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب سومرو صاحب۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, a principle of law always is that we have to interpret it in a way that it does not lead us to absurdity. The Constitution provides as my learned Minister for Justice has read out as to who is competent and the manner in which references could be made to the Council of Islamic Ideology. Together with that Sir, in Article 230 in the functions of the Council of Islamic Ideology (d) would also be relevant which reads:

> "to compile in a suitable form, for the guidance of Majlis-e-Shoora (Parliament) and the Provincial Assemblies, such Injunctions of Islam as can be given legislative effect."

Then, thereafter Sir, it goes in Sub-Article (3) and (4) to say as to what happens if they feel that a particular law is or is not in accordance with the Injunctions of Islam. It even goes further to say that while they give the advice the legislature can carry on and if the advice comes to the contrary that procedure is also to be prescribed. Obviously the Constitution could not intend that where a reference has been made by the President which is his authority and a reply or a report thereon has been sent to him and rightly he asked for a copy to be sent to the Chairman Senate because the Bill is already under consideration before the Senate it has passed through quite a few stages and obvious

[Maulana Kausar Niazi]

سرکولیٹ نہیں کیا جا سکتا اور اس کونسل کی رپورٹ کی وجہ سے اس بل پر غور اب مؤخر نہیں کیا جا سکتا۔ میں باادب گذارش کروں گا کہ اس سلسلے میں کوئی غلط پریسیڈینٹ قائم نہ کی جائے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ وسیم سجاد صاحب۔

جناب وسیم سجاد : جناب والا! آئین کی شق نمبر ۲۲۹ اور ۲۳۰ پر بحث ہوئی ہے۔ میں اس بحث میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا لیکن اس بحث کا ایک اور پہلو ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس بل کو عوام کی رائے کے لئے مشتہر کیا گیا تھا اور جس وقت بل کو ایوان کی رائے کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے تو اس میں کوئی قید نہیں ہوتی کہ اس میں کسی خاص طبقے کی رائے چاہئیے یا خاص ادارے کی رائے درکار ہے اور جب یہ رائے آتی ہے تو اس کو ممبروں میں سرکولیٹ کیا جاتا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ اس بل کے سلسلے میں، جو آراء آئی ہیں۔ ان کو سرکولیٹ کیا گیا ہے تو اس کو بھی اگر ایک رائے کے طور پر مان لیا جائے یعنی ایک ادارہ، جسے آپ روک نہیں سکتے کہ وہ رائے نہ دے اور وہ دینا چاہتا ہے، اس رائے کو اگر وہ حیثیت نہ بھی دی جائے تو آرٹیکل نمبر ۲۲۹ میں ہے تو تب بھی اس کو سرکولیٹ کیا جانا چاہئیے تاکہ ممبر اس سے مستفید ہو سکیں۔ اور اس بل کو consider کرنے میں اس سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین : جناب قاضی عبداللطیف صاحب!

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ پہلے یہ بحث چھیڑی گئی ہے کہ یہ کونسل کے پاس بھیجا جا سکتا تھا یا نہیں، اس پر آرٹیکل ۲۲۹ کے تحت بحث ہو چکی ہے میرے خیال میں اس کے اندر یہ صراحت موجود ہے اور اس کے اندر یہ کوئی پابندی نہیں ہے کہ صدر کس وقت آئیڈیالوجی کونسل کے پاس بھیج سکتا ہے۔ صدر یا کسی صوبے کا گورنر اگر چاہے یا کسی ایوان صوبائی اسمبلیوں، نیشنل اسمبلی یا سینیٹ کی ۲/۵ اکثریت مطالبہ کرے تو کسی سوال پر اسلامک آئیڈیالوجی کونسل سے مشورہ کیا جائے گا کہ آیا یہ سوال اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں۔ اس وقت ہم نے اس میں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہمارے سامنے جو کونسل کی رپورٹیں آتی ہیں، ان کی حیثیت ہمارے سامنے تو ایک آئینی مشورے کی ہی ہوتی ہے اس وقت جو انہوں نے اسے بھیجا ہے تو اس کی حیثیت ایک مشورے ہی کی ہے اور صدر صاحب نے اگر اس سے رائے طلب کی ہے تو وہ بھی مشورے کی ہی حیثیت رکھتی ہے اور مشورے کی حیثیت سے اگر یہاں یہ ایوان میں آیا ہوا ہے تو میرے

خیال میں اس پر ایوان کو سوچ و بچار کرنا چاہیئے اور اسے اس پر غور کرنے کا موقع ملنا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ۔

Mr. Hasan A. Shaikh : Sir, I would beg of you to adjourn this House on this particular matter to the next date. In the meanwhile we might examine it and give you our considered opinion.

قاضی حسین احمد : جناب والا ! میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ۔ اس بارے میں آپ نے جو رولنگ دینی ہے وہ دے دیں اس کے بعد اس کے بارے میں تقریریں تو ہوتی رہیں گی ۔ ویسے اگر آپ ہاؤس ملتوی کرنا چاہیں تو یہ آپ کو اختیار حاصل ہے ۔ لیکن اس مسئلے پر ساری بات ہو چکی ہے ۔ لہذا آپ اس پر رولنگ دے دیں ۔

جناب چیئرمین : میں قاضی صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ ساری بحث ہو چکی ہے اور یہ رولنگ کا وقت ہے لہذا میں کوشش کرتا ہوں کہ رولنگ دے ہی دوں ۔

جہاں تک کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کو ریفرنس بھیجنے کا تعلق ہے اس کے بارے میں ہمارا ہم سب نے آئین کے آرٹیکل نمبر ۲۲۹ کا لیا ہے اور اس میں یہ واضح طور پہ کہا گیا ہے ۔

"The President or the Governor of a province may..."

یعنی ان دونوں کو اختیار ہے ، جب وہ چاہیں ، کسی بل کو ریفر کر سکتے ہیں ، ہاؤس تب ہی ریفر کر سکتا ہے جیسے مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ اگر ۲/۵ میجارٹی سے کسی بل کو اسلامک آئیڈیالوجی کے پاس بھیجنے کی منظوری ہاؤس میں حاصل کرے ۔ لیکن یہ پابندی نہ گورنر پر ہے اور نہ صدر پر ہے جناب اقبال احمد خان نے یہ پوائنٹ اٹھایا کہ اس اسٹیج پر یہ بل صدر کے نوٹس میں نہیں تھا یہ صدر کا کنسرن نہیں تھا کیونکہ نہ اس کو ریفر کیا گیا تھا اور نہ یہ صدر کے پاس پہنچا تھا کہ سینٹ نے یا اسمبلی نے اسے پاس کر دیا ہے اور آپ اسے دیکھ لیں ۔ اب یہاں دو تین چیزیں ہیں جن کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں پہلے تو آرٹیکل ۴۶ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حکومت کا فرض کیا ہے ۔

Article 46 of the Constitution says :

[Mr. Chairman]

"46. It shall be the duty of the Prime Minister—

(a) to communicate to the President all decisions of the Cabinet relating to the administration of the affairs of the Federation and proposals for legislation ;

(b) to furnish such information relating to the administration of the affairs of the Federation and proposals for legislation as the President may call for ; and

(c) if the President so requires, to submit for the consideration of the Cabinet any matter on which a decision has been taken by the Prime Minister or a Minister..." etc.

This means that it is the duty of the Prime Minister and the reference to the Prime Minister here means the duty of the Government to keep the President informed of all legislation apart from other things which are taking place. So this is one of the functions of the Prime Minister.

(Interruption)

Mr. Chairman : No even otherwise to communicate to the President all decisions of the Cabinet relating to the administration of the affairs of the Federation and proposals for legislation and proposals 'I am reading (a) there is no question of called for, called for appears in (c) but I did not interrupt you and you would also please allow me to '...........*(interruption)*.

(Interruption)

Mr. Chairman : Well. if the rules permit it and if there is time we would go into that also but let me finish what I am going to say, after that I think anybody can raise any point if it is valid I will consider it.

So, this is what I was saying that it was the duty of the Government or the Prime Minister to keep the President informed of all legislation. What is next and there I would draw your attention to Article 48 of the Constitution. Now, this Article says :—

"In the exercise of his functions, the President shall act in accordance with the advice of the Cabinet, the Prime Minister or appropriate Minister :

Provided that the President may require the Cabinet to reconsider or consider such advice, as the case may be, either

generally or otherwise, and the President shall act in accordance with the advice tendered after such recommendations or consideration."

Now this mean that the President has the right to reject once or to ask the Prime Minister or the Cabinet or the Minister concerned to reconsider the advice which has been tendered. This reconsideration right the President has of suggesting. This is an other article which should be kept in mind. Then next [48(4)] it says :—

(4) "The question whether any, and if so what, advice was tendered to the President by the Cabinet, the Prime Minister, a Minister or a Minister of State shall not be inquired into, or by, any court, tribunal or other authority."

Now the court and tribunal they are very clear and specific, in the other authority I would include the Senate and the Assembly also they can also not question what advice was tendered by the Cabinet or the Prime Minister or the Minister to the President and I am quoting this with a particular purpose in view, the letter which the President had written on the 8th of June to the Council of Islamic Ideology, a copy of that was endorsed to me for information and a copy of that was endorse to the Secretary, Justice and Parliamentary Affairs, which means that the Minister or Ministry of Justice and Parliamentary Affairs fully knew what the President was doing, if that was wrong constitutionally or the President was taking upon himself a responsibility which did not rightly and under the Constitution belonged to him, there was an opportunity on the 6th of June, when this letter was received in the Ministry of Justice and Parliamentary Affairs to advise the President to the contrary but nothing was done till such time that we have the advice of the Council of Islamic Ideology before us.

Now the 3rd reference which I would like to make in this connection is that what happens when the Bill is passed :—

"There again, the President has the right to refer it back to the legislature or to the Government. If it is again confirmed and that Bill is passed again without any change then the President is bound to act upon the advice but he has the right to refer a Bill once, even after it has been passed by the Parliament or by the Assembly or by the Senate." "

So, there are three provisions now before us;

[Mr. Chairman]

(1) The President has the right and he can expect that the Government should keep him informed of all the legislative proposals;

(2) The President has the right to reject that advice once or to ask or request for its reconsideration, even if it is in the form of the Bill that can be transmitted back and till such time that the House reaffirms that Bill in the original form, the President is not bound by that advice.

Mr. Hasan A. Shaikh : Sir, permit me a little interruption, the proposed legislation is proposed by the Government.

Mr. Chairman : It is not given proposed legislation. I think, I have made it very clear that it is the legislation, it does not mean that legislation sponsored by Government. Legislation means any proposed legislation which is under consideration. The other aspect which please don't forget that this Bill was circulated for public opinion. As I think either Qazi Sahib or somebodyelse said there was a controversy about the Bill, there have been *Julsa* and *Jalooses* about the Bill. The President after all he is President of the country. He can not sit there and just shut his eyes that nothing is happening, shut his ears that he is not prepared to listen to any thing and then also keep mum the three Monkey's business. Now, that is not the function of the President because the Constitution places a certain responsibility upon him.

Now he referred this for the simple reason that he was not bound by the Constitution, not to refer it or to refer it at a particular point of time and having done that he also asked that a copy of the report should go to him. That is as I said earlier and which was endorsed by Mr. Ahmed Mian Soomro also means that this was a report to the Government because the President has to act on advice in this matter. We can not question whether initially he had received the advice or he had not received the advice. But the very fact is that this copy was available with the Ministry of Law and Parliamentary Affairs and nothing had been done about it. It means that whatever was done was done with the full advice and concurrence of the Government as such. Now the report has also come back and that is with the Government

Now, we refer to what Mr. Iqbal Ahmad Khan has been saying that the Council has no right to give this type of advice. I am really surprised to hear a statement of this kind from such a learned and distinguished advocate as Iqbal Ahmad Khan is. Now it says. I will

skip clause (a) as in reply to Professor Khurshid Ahmed I have already said this pertains with general recommendations. Here is a specific provision with regard to the situation that we are trying to cover. The function of the Islamic Council shall be, it is Articles 230(b) and I am quoting from there:—

"to advise a House, a Provincial Assembly, the President or a Governor on any question referred to the Council as to whether a proposed law is or is not repugnant to the Injunctions of Islam."

Now the same four elements or four entities namely; the President, the Governor, the House or the Provincial Assembly, these are mentioned in Article 229 which means that apart from the general advice, apart from the annual report, apart from making recommendations to bring laws of this country in confirmity with Sharia, Quran and Sunnah. Here is a specific function also assigned to the Council of Islamic Ideology to give advice on specific matters and this is the type of advice that we have received.

Now from there onwards, then come the question, of what to do with this advice. As I said it is not for the Chair to lay papers on the Table of the House. I informed you of what I said, the report is available it is available with me, it is available with the Government, it is available with the President. Now it becomes, in these circumstances the duty, as far as I can see, of the Government to place the report on the Table of the House and then for somebody to move that it should be taken into consideration, if somebody wants to do that but I think, there is no escape for the Government not to place this report on the Table of the House. Considering the circumstances in which this question was referred for advice, considering the circumstances in which this advice was received and considering the circumstances in which we are discussing this Bill which is before us, I think a point was made by Maulana Kausar Niazi that the stage has passed when this could be referred to the Council of Islamic Ideology. I don't think, that again is a correct interpretation because at any stage during the consideration of the Bill any member can refer this, of course with subject to the concurrence of others, a Bill for advice of the Council of Islamic Ideology. It may take me a little time but I think it is in Rule 85;

"If a member raises the objection that a Bill is repugnant to the Injunctions of Islam, the Senate may, by a motion supported

[Mr. Chairman]

by not less than two-fifths, refer it to the Council of Islamic Ideology for advice as to whether the Bill is or is not repugnant to the Injunctions of Islam."

So, this can be referred during the consideration of the Bill. This does not mention at what stage this particular question or objection should be raised, it can be done at any time, it can be done at the last stage even during the 3rd reading of the Bill according to my reading of these rules. So, this is the present position that the reference was legitimately made, constitutionally made by the President to the Council of Islamic Ideology. I don't think anything is wrong with that and the Constitution provides or places this that makes it a duty of the President to keep himself informed of the legislation that is taking place and to prepare himself also for the final stage when that legislation goes to him for his assent or signature, he should know what is this all about and if he has any doubt instead of delaying it at that stage because there is a time limit provided for that also, he tries to seek the advice of the competent authority before hand of what should be done. So, according to my reading of the situation, the matter is now entirely squarely in the court of the Government and it is for the Government to decide whether to lay it or not, and then for you gentlemen to decide whether by not laying it on the Table of the House, this does injure our privilege کسی اور کا مجروح ہوتا ہے یا نہیں ہوتا breache it or not. And then after that, the whole thing proceeds afresh.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Point of personal explanation, Sir.

جناب والا! میں نے جو گزارشات کی تھیں وہ آرٹیکل ۲۳۰ کے ضمن میں تھیں میں نے یہ عرض نہیں کیا تھا کہ ریفرنس کرنے کا اختیار نہیں ہے میں نے وضاحت سے یہ گزارش کی تھی کہ جہاں تک لیجسلیٹو بزنس کا تعلق ہے یہ آرٹیکل ۲۳۰ سب کلاز (بی) میں ہے۔

کلاز (۱)، سب کلاز (بی) میں اس کا ذکر ہے اور یہ جو آرٹیکل ۲۲۹ کے مطابق identical ہے جہاں تک کلاز (۱) (سی) اور (ڈی) کا تعلق ہے اس کا سبجیکٹ میٹر جو اس وقت ہمارے زیر غور ہے۔ اس سے اس کا تعلق نہیں ہے اور اس کے متعلق میں نے یہ گزارش کی تھی، یہ جو کلاز (۴) میں سالانہ رپورٹ کا ذکر ہے وہ رپورٹ اے سی اور ڈی کے اوپر read کرتی ہے کہ اس سلسلے میں کونسل جو اپنی کارروائی کرے گی وہ رپورٹ میں شامل کرے گی جو کلاز (۴) کے تحت اس

ایوان کے سامنے کسی سٹیج پر زیرِ غور آئے گی کیونکہ وہ سالانہ رپورٹ ہو گی ۔ اس میں رکمنڈیشنز ہوا
گی ، یہ جو پرپوزڈ لاء ہے یہ تو ساتھ ساتھ چلتا ہے اس میں سالانہ رپورٹ کا سوال نہیں ہے ۔
آج اگر کوئی لاء پریذیڈنٹ صاحب بھیجتے ہیں ، یا اس ایوان کی طرف سے جاتا ہے یہ سب کلاز (سی)
میں اس کے فنکشن میں دیا ہوا ہے ۔ جناب والا ! میں نے یہ نہیں کہا تھا ، کہ یہ
ریفر نہیں کیا جا سکتا ۔ میں نے اس لئے آپ کی خدمت میں گذارش
کی ، آپ نے ارشاد فرمایا یہ شاید جو سب کلاز (بی) ہے (مداخلت)

جناب چیئرمین : میں غلط سمجھا ہوں گا ۔ لیکن میں نے یہ سمجھا ہے کہ آپ فرما رہے ہیں ۔
کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ یہ رپورٹ اس کونسل کو ٹرانسمٹ کرے
کیونکہ یہ اس کے فنکشن جو ۲۳۰ اے ، بی ، سی ، ڈی میں دیئے ہوئے ہیں اس میں یہ فال نہیں کرتا ۔

(interruptions)

Mr. Chairman: Right from the beginning I have been taking the stand that this falls under 230(b).

جناب اقبال احمد خان : جی بالکل درست فرما رہے ہیں آپ ، میں نے بھی یہ عرض کیا تھا
میرا پوائنٹ آف ایکسپلینیشن جو ہے وہ یہ ہے کہ اب آپ نے ارشاد فرمایا ہے اور آرٹیکل ۴۶
کا حوالہ دیا ہے ، مجھے آپ کی رولنگ کا احترام ہے ۔ and I bow before it.
لیکن یہ مسئلہ میری رائے میں اتنا اہم ہے کہ اس کا مستقبل کی لیجسلیشن پر بہت اثر پڑے گا میں اس لئے
یہ گذارشات کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ آرٹیکل ۴۶ ، کلاز (بی) ہیں جو دیا گیا ہے وہ لیجسلیٹو بزنس
کی اطلاع دینی ہے جو initiate گورنمنٹ کی طرف سے ہوتا ہے یہ پرائیویٹ ممبرز کا بل ہے
پرائیویٹ ممبرز ڈے پر آتا ہے This is outside of the functions of the Government

I am afraid کہ وہ پریذیڈنٹ صاحب کو اطلاع دیں کہ کونسا لیجسلیٹو بزنس ہم کر رہے ہیں ، اس لئے
کہ ۴۶ (بی) ، میں یہ فال ہی نہیں کرتا ، کہ ہم انہیں اطلاع دیں ۔
اب جناب situation یہ ہے کہ تین اداروں کے اختیار میں لیجسلیشن ہے
after all نظریاتی کونسل کی خدمت میں جو بل بھیجا گیا کہ اس کی رپورٹ دیں ۔ اس ایوان سے بھی تو
initiate پہلے کیا جا سکتا تھا ایک سال کے عرصے سے یہ پینڈنگ ہے ۔ اگر صدر صاحب نے اپنے طور پر

پر رائے مانگی ہے تو میں ان کی رائے کا بھی احترام کرتا ہوں ان کو اس آئین کے تحت اختیارات بھی ہیں، لیکن مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ جس طریقے سے یہ رپورٹ آئی ہے یا تو اس کے اندر یہ لکھا ہوتا کہ یہ رپورٹ گورنمنٹ کو بھیج دی جائے۔ جس رپورٹ کی کاپی آپ کی خدمت میں پہنچی ہے اس کے اندر مجھے ابھی یہ چیک کرنا ہے کیونکہ میں اس سٹیج پر یہ سٹیٹ منٹ دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں، کہ آیا اس کی کاپی گورنمنٹ کو ملی ہے یا نہیں ملی ہے۔ مجھے اس کا علم نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ کو یہ ٹرانسمٹ کی گئی ہو، لیکن آپ نے جو ارشاد فرمایا، اس سے یہ محسوس ہوا کہ ڈائریکشن یہ دی گئی ہے کہ اس رپورٹ کو سٹڈی کرنے کے بعد چیئرمین صاحب کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ اگر یہ گورنمنٹ کی طرف سے request کی جاتی، کہ اس کو ایگزامن کرنے کے بعد رپورٹ دی جائے تو پھر چیئرمین صاحب کو کاپی تو ضرور بھیجی جاتی، لیکن یہ گورنمنٹ کے پاس رپورٹ آتی، پھر گورنمنٹ پر یہ ذمہ داری ہوتی کہ وہ اس کو ہاؤس کے سامنے lay کرتی۔

جناب چیئرمین: میں آپ کو پھر انٹرپٹ کر رہا ہوں لیکن بحث کو طول دینے سے بچانے کے لئے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اور اس پوائنٹ کو میں نے خاص طور پر چیک کیا تھا، آپ کی منسٹری کو اس رپورٹ کی ایک کاپی پہنچی ہے اسی طریقے سے جس طرح پریذیڈنٹ کا پہلا لیٹر آپ کی منسٹری کو پہنچا تھا کہ انہوں نے کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کو ریفر کیا تھا یہ ناممکن ہے کہ چونکہ کل پرسوں چھٹیاں تھیں آپ کے نوٹس میں نہ ہو، لیکن میری اطلاع کے مطابق آپ کی منسٹری کو یقیناً پہنچ چکی تھی معاملہ آسان ہے جو کچھ آپ کرنا چاہتے ہیں یا آپ اس کو lay کرنا چاہتے ہیں یا نہیں کرنا چاہتے، اگر ہاؤس یہ چاہتا ہے کہ چیئرمین کی جو powers ہیں انکو resort کیا جائے اس کے متعلق بھی ہم لوگ فیصلہ کر سکتے ہیں۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, it is almost end of the day. I suggest that the Law Minister may consider.......(interruptions)

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! میں اس رپورٹ کو lay نہیں کروں گا، اس رپورٹ کو اس ایوان کے اندر کسی طریقے سے ڈسکس کرنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے سوال یہ ہے کہ کون اس رپورٹ کو پیش کرے

This is a very material question.

کیونکہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس کی ریفرنس کا اگر یہ طریقہ اختیار کیا گیا تو مستقبل کی لیجیسلیشن پر اس کے اثرات پڑ سکتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں یہ بہت آئینی مسئلہ ہے مجھے اس ایوان کا بھی احترام ہے۔ اگر آپ

اس کو ایوان کے سامنے پیش کر دیں، یہ سارے میرے معزز سینیٹرز ہیں پر اظہار خیال فرمائیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جس انداز میں یہ رپورٹ یہاں آئی ہے کیا اس manner میں یہ گورنمنٹ کی طرف سے پیش ہونی ہے یا آپ نے سرکولیٹ کرنی ہے یا اس manner میں جیسے سینیٹر وسیم سجاد صاحب نے فرمایا کہ اس کو ان آراء میں شامل کرنا ہے جو ایک پبلک اوپینین کے طریقے سے آئی ہیں، مجھے اس کی ڈسکشن پر کوئی اعتراض نہیں اس سے فائدہ اٹھانے پر کوئی اعتراض نہیں، لیکن بہر حال یہ سوچنے کی بات ہے اس طریقے سے حاصل کی گئی رپورٹ کو کس طریقے سے یہاں ڈسکس کرنا ہے۔ کیونکہ اس میں آرٹیکل ۲۸ (۴) میں یہ درج ہے کہ اس بات پر نہیں اظہار کیا جا سکتا، کہ ایڈوائس دی گئی یا نہیں دی گئی یا کیسے دی گئی۔

We cannot say like that.

جناب چیئرمین : کوئی پوچھ بھی نہیں رہا۔

جناب اقبال احمد خاں : جی ہاں، اگر یہ رپورٹ گورنمنٹ کی رپورٹ ہوتی تو یہ آج آپ کی بجائے میں یہاں پیش کرتا، کہ جناب یہ رپورٹ آگئی ہے۔ مجھے اس مسئلے پر انولیٹی گیشن کی ضرورت ہوگی۔

(1) Whether this report was ever referred by the Government?

(2) Whether it was received by the Government

لیٹر کی کاپی بھیج دی گئی، لیٹر کی کاپی بھیجنا کافی نہیں ہے۔

To meet the requirement of the Constitution.

یا جناب والا! رپورٹ آپ کی خدمت میں آئی ہے آپ اس کو ایوان میں سرکولیٹ کر دیں، اس پر سارا ایوان غور و فکر کرے۔ اس سے استفادہ کرے۔ اس کے مطابق اسی قانون کو بنا دے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تو صرف اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ یہ اتنا نازک آئینی مسئلہ ہے جس پر ضرور ہمیں seriously سوچنا چاہیئے، ورنہ میں تو نظریاتی کونسل کا بھی احترام کرتا ہوں اور صدر مملکت کا بھی مجھے بے حد احترام ہے لیکن کوئی آئینی طریقہ جو ہے اس کو ہم ضرور اپنا لیں، کہیں کل کو اس قسم کی آئینی بات میں ہم سے غلطی نہ ہو جائے جو کل ہمارے لئے آئینی مشکلات پیدا کر دے میں نے اس لئے یہ گزارشات کی ہیں۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! میں یہ عرض کروں گا اور اقبال احمد خان صاحب سے بھی یہ گزارش کروں گا، بجائے اس کے کہ ہم مزید وقت اس میں ضائع کریں اور اس میں صرف کریں، ہم یہ بتائیں اور اس پر بحث کریں کہ کس انداز سے یہ رپورٹ پیش ہو، میں ان کی مشکل کو ختم کرنے کے لئے یہ استدعا کروں گا یا تو آپ ان کی وہ تجویز قبول کرلیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ ایوان کے ممبروں میں سرکولیٹ کر دیں۔ یا وہ وسیم سجاد صاحب والی تجویز پر عمل کرلیں۔ اس کو ایک پرائیویٹ قسم کی سفارش کی حیثیت سے یہاں تقسیم کر دیں، لیکن یہ موجودہ طریقہ تجویز کر رہے ہیں کہ یہاں ایوان میں مزید بحث ہو جائے کہ یہ کس انداز سے یہاں تقسیم ہو تو میرا خیال ہے کہ میں اس کو مزید delaying tactics کہونگا اور delaying tactics ان کو مزید نہیں اختیار کرنی چاہیئے، پوری قوم اس کی منتظر ہے اس کی رفتار تیز کرنے کیلئے اور اس کو پاس کرنے کیلئے ان کو دروازہ کھولنا چاہیئے لیکن ہمیں اس سے محروم نہ کریں کہ ہم اس میں اسلامی نظریاتی کونسل کی راہنمائی حاصل نہ کرسکیں۔

جناب چیئرمین : جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : گو محترم سینیٹر وسیم سجاد صاحب کی اس رائے پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے کہ اسے عام رائے کے طور پر لے آیا جائے لیکن چونکہ ان کے Special circumstances ہیں اور میں نے جس دستوری شق کا حوالہ دیا تھا جس میں کسی بھی ایوان کے سامنے زیر غور بل پر بھی صدر اپنا پیغام بھیج سکتا ہے گو یہ اس سلسلے میں نہیں آیا۔ لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ جو چار چیزیں آپ نے بتائی ہیں اس میں ایک پانچویں چیز یہ بھی ہے کہ اگر ایوان میں کسی بل پر غور ہو رہا ہو خواہ وہ گورنمنٹ کا ہو یا پرائیویٹ ممبر کا ہو اس کے بارے میں بھی صدر اپنی رائے، اپنا message بھیج سکتا ہے تو اس کو آپ ایک special case treat کریں اور رول ۲۳۰ کے تحت جو آپ کو legally Powers حاصل ہیں اس کے تحت آپ اس کو ہاؤس میں لائیں بجائے اس کے کہ آپ ایک عام رائے کے تحت رکھیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ! جی جناب سومرو صاحب۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, the question as to who can refer to the Islamic Ideology Council is the President, the Governor, the Parliament and the Provincial Assemblies. Now Sir, obviously here President and Governor mean the Government whether the Province or the Centre. The orders and executive actions are always taken in the name of the President. That is in the Constitution. So, if the President

has referred any thing and the President is bound by the advice of the Prime Minister except in matters where he has under the Constitution a disceretion and this does not fall within that specific power of the President where he can exercise his sole discretion. Therefore, any reference made by the President is deemed to be a reference made by the Federal Government and any reply to the President is deemed to be a reply to the Federal Government. Therefore, the Federal Government cannot absolve itself of the fact that if they have received the advice of the Islamic Ideology Council and they have to, in fact, place it before the Senate particularly when it is considering the Bill in question and it cannot be expected that the Chairman should lay it on the Table. It is never done and it is never an incident where the Chairman of the Senate would lay on the Table any report of any committee. Therefore, the action of the President is deemed to be the action of the Federal Government and they have got their report and it is their duty now to place before this House. I do not see why there is so much dilly-dallying about the placing of the report.

Mr. Chairman: Mr. Wasim Sajjad.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, since the question has arisen regarding the interpretation of Article 46 and since it is of great importance, therefore, I would like to say something on it. Sir, Article 46 says:

"It shall be the duty of the Prime Minister—
(a) to communicate to the President all decisions of the Cabinet....

I would like to stress that 'Cabinet' relating to the administration of the affairs of the Federation and proposals for legislation;"

Now, proposals for legislation and decisions of the Cabinet—this actually relates to the decisions of the Cabinet relating to the administration and proposals for legislation, and proposal means something that has to come in future. Once the Bill has come into the House, it would become a Bill, it is no longer a proposal in the administration making once the matter is under consideration of the Cabinet it is a proposal. The matters are proposed there, the Cabinet takes a

[Mr. Wasim Sajjad]

decision. 'Yes' this Bill should go to Parliament. Then it comes to the Parliament. Now, where the business is government business, it is the government to decide that she wants to initiate a certain legislation and decision is taken in this regard. This Article refers to that decision of the Cabinet. As regards a Private Member's Bill, the government would not even know that a Private Member wishes to move a certain Bill. The government would not be aware of it and therefore, I would submit Sir, that under Article 46 it is not the duty of the Cabinet to communicate a proposal about a Private Member's Bill to the President.

Mr. Chairman: This is one aspect but if there is a Private Member's Bill the government has to take a stand on the Private Member's Bill. Will that not be considered by the Cabinet or by the Minister concerned?

Mr. Wasim Sajjad: Sir, it would not be a proposal any more, it is a Bill now for consideration.

Mr. Chairman: Whether to reject it or to accept it or to amend it or whatever, that does not amount to......*(interruption)*.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, that decision will be taken. We were talking of the rights of the President, the prerogatives of the President, the duties of the government in relation to that and as I said, once a Bill is before the House, it can no longer be called a 'proposal'. It is a 'Bill'. We have a specific meaning to the word 'Bill'. A proposal in Article 46 has a specific meaning and I think Mr. Iqbal Ahmad Khan is right to that extent but here proposal refers to government's proposals on that question.

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: الکبات پر کافی بحث ہو چکی ہے سوال یہ ہے کہ جو ریفرنس اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کو ہوا ہے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو انہوں نے اس بل کے ساتھ اتفاق کیا ہے یا کچھ ترمیمات پیش کی ہیں دونوں صورتوں میں یہ لازم ہے کہ ان کی رائے یا ہدایت ایوان میں پیش کی جائے جیسا کہ سجاد صاحب نے یہ کہا کہ یہ پرائیویٹ بل ہے اور بل ہاؤس میں انٹروڈیوس ہو چکا ہے اس میں

اب تاخیر کرنے کی بھی اتنی ضرورت نہیں ہے کہ ہم قانونی موشگافیوں میں گم ہو جائیں جبکہ پبلک میں اس کا بڑا زبردست ردعمل ہے رہا سوال یہ کہ جناب نے پیش کرتا ہے اس ہاؤس میں یا کہ گورنمنٹ نے تو میرے خیال میں دونوں پر کوئی پابندی نہیں ہے کہ اسے ہاؤس میں پیش نہ کر سکیں ۔

سوال یہ ہے کہ اس وقت ملک میں ایک طوفان کھڑا ہو گیا ہے میں تو طوفان اس لئے کہوں گا کہ یہ لوگوں کے ذہنوں میں مختلف شکوک و شبہات آ گئے ہیں اس کو رفع کرنے کے لئے اس بل کو کر لیا جائے اور اس پر مناسب غور ہو اور اس غور کے بعد لوگوں کو بھی تسلی ہو جائے گی جہاں جہاں ترمیم کی ضرورت ہے وہاں ترمیم ہو جائے گی ۔ اگر ترمیم کی ضرورت نہیں ہے تو پھر بل پاس ہو جائے گا۔ میرے خیال میں اس کو زیادہ طول دینے کے بجائے آپ ہی یہ کریں کہ ہاؤس کے سامنے پیش کریں میرے خیال میں کوئی ایسی مشکل نہ ہو گی ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین ، شکریہ ! میرے خیال میں ایک چیز clear ہونی چاہیئے کہ جہاں تک Chair کا تعلق ہے وہ ٹیبل پر یہ رپورٹ نہیں پیش کر سکتی ۔ اگر آپ لوگوں کی یہ استدعا ہے کہ یہ ممبران کو information کے لئے تقسیم کی جائے ۔ and if the entire House so agrees وہ میں کر سکوں گا ۔ لیکن سوال یہ پیدا ہو گا اور اس میں آپ مجھے گائیڈ کریں کہ اس کے بعد اگر کوئی صاحب چاہے کہ اس رپورٹ کو زیر بحث لایا جائے یا اس پر عملدرآمد کیا جائے تو پھر کیا ہو گا؟ اس کی کیا صورت ہے ۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : اس صورت میں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی اعتراض ہی نہیں ہے اور اس کے ساتھ اتفاق ہے تو پھر اس پر بحث ہی نہیں ہو سکتی ۔ اور اگر اس پر اعتراض ہے تو اس پر علیحدہ بحث ہو گی ۔

میر حسین بخش بنگلزئی : اتفاق کا اعلان ایک ممبر کی طرف سے کیسے ہو سکتا ہے یہ تو پورے ہاؤس کی بات ہے ۔

قاضی عبداللطیف : وہی صورت ہو سکتی ہے جو سجاد صاحب نے فرمائی ہے کہ جس طریقے سے دوسری آراء آئی ہیں ۔ اور آپ نے ان آراء کو آراء کی حیثیت سے یہاں پیش کیا ہے تو اس کو ایک رائے کی حیثیت سے پیش کر سکتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : وہ بھی ہو سکتا تھا لیکن بدقسمتی سے اس پیریڈ میں نہیں آئی جس میں وہ آراء ہم نے مانگی تھیں اور پھر میرا خیال تھا کہ آپ لوگوں کو اعتراض ہو گا کہ یہ آراء میں شمار نہیں ہو سکتی

قاضی عبداللطیف : اس کی اجازت ہاؤس سے آپ لے سکتے ہیں کہ بعد میں اگر ہے تو لیڈ میں اس کو شامل کر لیا جائے یا نہیں ؟

جناب چیئرمین : چلیں یہی سہی - جناب اقبال احمد خان صاحب -

جناب اقبال احمد خان : جناب اگر اس کو آرا میں بھی شامل کر لیا جائے تو اس کو اس کا حصہ تو بنایا جا نہیں سکتا - صرف یہ ہے کہ جب میں اس Issue پر اظہار خیال کروں گا تو میں اس سے استعفادہ کر سکتا ہوں لیں اس رپورٹ کو اس کا حصہ تو نہیں بنا سکتا - اب جو ساڑھے چودہ لاکھ آرا آئی ہیں ہر ایک رائے پر تو ہم نے اظہار خیال نہیں کیا -

That is only for my personal guindance

اس کے حوالہ جات یہاں نہیں دیئے جا سکتے - اس لئے اگر آپ محسوس فرماتے ہیں کہ اس رپورٹ کو As a Repot of Ideology Council یہاں discuss کرنا ہے تو وہ مسئلہ جو ہے . . . . (مداخلت)

جناب چیئرمین : میں یہ نہیں کہتا - میں اس سٹیج پہ یہ کہتا ہوں کہ یہ رپورٹ ہاؤس کے ممبران کو ان کی میز پر رکھ کر سپلائی کی جائے اگر حکومت کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ یہ رپورٹ ہے اور گورنمنٹ کی رپورٹ ہے جو حکومت کو submit کی گئی ہے اور یہ پھر حکومت کا بھی فرض بنتا ہے کہ اس کو مزید process کرے -

جناب اقبال احمد خان : حضور عرض یہ ہے کہ اگر آپ فیصلہ دیں یا فرض کیجئے یہ پوزیشن بنے کہ حکومت نے یہ رائے مانگی ہے اس صورت میں آرٹیکل ۲۲۹ یا ۲۳۰ میں پرووائیڈ کیا گیا ہے تو پھر اس بل کو ڈسکس کرنے سے پہلے اس رپورٹ کو ڈسکس کرنا لازمی ہے اور اس کے بعد بل کو ڈسکس کیا جا سکتا ہے اگر رپورٹ کو یہ تصور کیا جائے کہ یہ رپورٹ حکومت نے منگوائی ہے اور گورنمنٹ نے lay کی ہے میں نے اس مرحلے پر جو گزارشات کی ہیں کہ میں آج اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ میں یہ عرض کر سکوں کہ واقعی گورنمنٹ نے رپورٹ منگوائی ہے اور واقعی گورنمنٹ کو یہ رپورٹ ملی ہے - میں اس پوزیشن میں آج نہیں ہوں - جہاں تک میری ناقص رائے ہے میں اس کے مطابق سمجھتا ہوں کہ جناب اگر آرڈیننس جاری کرنا ہے تو صدر صاحب رائے لے کر آرڈیننس جاری کر سکتے ہیں - اگر مسئلہ اسمبلی کے اندر زیر بحث ہو تو اسمبلی بھیج سکتی ہے اور کوئی اتھارٹی نہیں بھیج سکتی - اس قانون کی میری انٹرپریٹیشن یہ ہے - اب مجھے نہیں پتہ یہ صحیح ہے یا غلط ہے - میں نے اسی لئے گزارش

کی تھی کہ یہاں دو تین ایڈووکیٹ بیٹھے ہیں۔ ان کا تجربہ اللہ کے فضل و کرم سے ہر لحاظ سے زیادہ ہے۔ اگر میری انٹرپریٹیشن غلط ہے تو میں اس پر کوئی اصرار تو نہیں کر رہا لیکن مجھے fear ہے اس بات کا کہ اگر یہ انٹرپریٹیشن ہے تو پھر ان معنوں میں اس رپورٹ کا یہاں ذکر نہیں ہو سکتا۔ میں تو اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کہیں کوئی آئینی غلطی ہم نہ کر لیں۔ جو مستقبل میں ہمیں خراب کرے۔ اور اس میں کوئی ضد نہیں ہے۔ رپورٹ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ رپورٹ ایوان منظور بھی کر سکتا ہے، مسترد بھی کر سکتا ہے۔ اس سے استفادہ بھی کر سکتا۔ رپورٹ کی کوئی بات نہیں ہے۔

The manner in which it should be discussed, that is to be determined in accordance with the provisions of the Constitution.

میری صرف جناب یہ گزارش ہے۔

Mr. Chairman: I think this would be least expected of anybody in this House that we should be doing either some thing against the Constitution or which would set a wrong precedent constitutionally for the future. This is far from, as far as I can see, anybody's mind in this House. But the Government should be able to make up its mind what to do about this report. It has been asked and I have given my reasons why I consider it to be a report to the Government. The Government can rebute that or the Government may take a decision in this regard.

Mr. Hasan A. Shaikh: The Government may be allowed time to take a decision.

Mr. Chairman: How much time? This is the whole point.

Mr. Hasan A. Shaikh: This is for the Law Minister to indicate.

(interruption)

Mr. Chairman: I think this discussion has started and you will have to finish it. You will have to come tomorrow to a decision on this.

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! میں گذارش کروں گا کہ یہاں اسلامی نظریاتی کونسل کی اس رپورٹ پر بحث کرنے کا سوال نہیں ہے یہاں صرف اس بات کی استدعا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ ہماری معلومات کے لئے ہمیں دے دی جائے۔ ہماری ٹیبل پر رکھ دی جائے تاکہ ہم اس سے استفادہ کر سکیں۔ اس پر ڈسکشن کا کوئی سوال نہیں ہے۔ ہم اس بل کو ڈسکس کر رہے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ شریعت بل پر ہی ہماری ڈسکشن مرتکز ہو، اور اس پر مزید وقت بھی نہ لگے۔ ہم نہیں چاہتے کہ شریعت بل کی بجائے اس کی ڈسکشن میں لگ جائیں۔ ہماری صرف یہ درخواست ہے۔ وزیر انصاف صاحب کیوں اس سے اتنا گھبراتے ہیں۔ ان کا یہ فرض ہے کیونکہ ان کے پاس رپورٹ پہنچ چکی ہے۔ چیئرمین کے پاس ایک رپورٹ پہنچ چکی ہے۔ چیئرمین سے وہ کہہ دیں کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اور وہ اس کو تقسیم کر دیں۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر عدل و انصاف صاحب!

جناب اقبال احمد خان: حضور والا! مجھے اس لئے ڈر ہے کہ پچھلے دو ایک

may be the last one, I do not exactly remember

سیشن کے زمانے کی بات ہے۔ صدر مملکت کی طرف سے ایک دستاویز یہاں آئی اور اسے اس ایوان میں تقسیم کر دیا گیا۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ محترم مولانا کوثر نیازی صاحب تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ بتلایا جائے کہ کس حیثیت سے یہ دستاویز یہاں تقسیم ہوئی اور اس وقت میں نے اس معزز ایوان کو اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ جب تک کوئی باضابطہ موشن ہم نہیں دیں گے ہم کوئی ڈاکومنٹ تقسیم نہیں کریں گے۔ اگر یہ میری یادداشت درست ہے تو جناب والا! میں ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا کسی ایسے ڈاکومنٹ کے یہاں تقسیم ہونے کی جس کے بارے میں بعد میں میری جوابدہی ہو اور کل پھر کوئی تحریک استحقاق مولانا کوثر نیازی صاحب کی طرف سے آئے اور میں ان کی منتیں کروں کہ حضور والا! مجھ سے غلطی ہو گئی ہے اور آئندہ میں غلطی نہیں کروں گا۔ جناب چیئرمین! اگر آپ خود تقسیم کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تو اپنی پوزیشن ascertain کرنا چاہتا ہوں کہ

How far I am competent to lay this on the Table of the House.

اس لئے آپ اس کا فیصلہ فرما دیں۔ اگر آپ تقسیم کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں نے تو شروع میں عرض کیا ہے کہ manner کا مسئلہ ہے۔ رپورٹ کے متن

سے کوئی اختلاف نہیں ۔ اس سے استفادہ کرنا اچھی بات ہے اور علم جہاں سے ملے حاصل کرنا چاہیئے ۔ لیکن میں تو manner کی بات کرتا ہوں کہ کس طریقے سے ان کی خدمت میں پیش کی جائے ۔ اس لئے اگر ایوان میں پیش کرنا ہے تو آپ اس کا حکم فرمادیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کسی کو پکڑ کر گیٹ پر کھڑا کر دیتے ہیں کہ ہر رکن کو کاپی دیتا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر مجھے حکم دیتے ہیں تو مجھے قانونی طور پر دیکھنا ہو گا۔ اور ascertain کرنا ہو گا کہ

whether legally and constitutionally I am competent to do it.

اس کے لیے میں نے عرض کیا تھا کہ میں بغیر سٹڈی کیے بغیر عرض نہیں کر سکتا تاخیر کرنا میرا کوئی مقصد نہیں ۔ آج اس بل پر بحث کریں ۔ اس سے میں نے نہیں روکا ۔ میں نے کوئی ذکر نہیں کیا کہ اس طرح سے رکاوٹ پیدا کی جائے جہاں تک وقت کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وقت کتنا چاہیئے جناب والا! آئندہ جب یہ بل زیر بحث آئے گا اس تک میں اپنی گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں گا۔

Mr. Chairman: I think the whole thing boils down to this....

(interruption)

میر حسین بخش بنگلزئی : بالکل مناسب بات ہے جناب ۔ ان کو وقت دیا جانا چاہیئے ۔

Mr. Chairman: There are two propositions. One is that we continue this discussion and take it to the next Private Member's Day. This is one. The second is that the report should be made available for information to individual members instead of being laid either by me as Chairman or by Mr. Iqbal Ahmad Khan as the Minister Incharge or by somebody else on the Table of the House. It should be just made available for information to individual members. Which one would you prefer? Shall we continue the debate?

An honourable Member: First one is all right.

An honourable Member: He (Minister for Justice) should be given time.

(interruption)

جناب چیئرمین : ذرا سن لیجئے !

مولانا کوثر نیازی : جہاں تک نظریاتی کونسل کی رپورٹ کو ٹیبل پر رکھنے کا تعلق ہے تو اس کے نتیجے میں رولز کے تحت اس کا زیر غور آنا لازمی ہے ۔ اس پر بحث ہونا لازمی ہے ۔ رپورٹ کو بغیر اس پر بحث کئے پیش کرنے کی رولز میں گنجائش نہیں ہے ۔ میں حیران ہوں اس کے محرکین پر کہ وہ اصرار کر رہے ہیں کہ رپورٹ ٹیبل پر رکھی جائے اس سے تو ان کا مقصد فوت ہو جائے گا اور یہ بل بہت زیادہ معرض التوا میں پڑ جائے گا ۔

Mr. Chairman: Well, I think, let me put the question formally. "The discussion may be taken to the next Private Members Day."

(The motion was carried)

Mr. Chairman: I think the motion is adopted.

The session adjourned to meet tomorrow at 6.00 P.M.

[The House adjourned to meet again at six of the clock in the evening on Monday, July 14, 1986.]

PCPPI—2751(86) Senate—9-5-88—300.